بیاد: حضرت الحاج حافظ عبدالستار صاحب عزیزیؒ

دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماھنامہ نقوش اسلام

Issue.No.11,12,1-5	Jan To July.2022- ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ- جنوری تا جولائی ۲۰۲۲ء	VOL.No.16-17

مجلس سرپرستان

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی

مجلس مشاورت

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی — مولانا بلال عبدالحئی حسنی ندوی
مولانا سعید الرحمٰن فیضی ندوی — مولانا محمد اکرم ندوی
مولانا محمد عامر صدیقی ندوی — مولانا محمد منذر ندوی
مولانا حسن مرچی — مولانا رشید احمد ندوی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی

ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA. Cell.09719831058
E.mail : nuqusheislam@gmail.com
masoodazizi94@gmail.com
www. nuqusheislam.com , www. mifiin.org
ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

فی شمارہ ۲۰/روپے
سالانہ ۲۴۰/روپے
خصوصی ۵۰۰۰/روپے
ایشیائی، یورپی افریقی و امریکی ممالک کے لیے ۵۰/ڈالر

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: 9719831058

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
Mob: 09813806392

Markazu Ihyail Fikril Islami , A/C No. 30416183580,S.B.I
Monthly Nuqoosh-e-Islam, A/C No. 30557882360,S.B.I

PRINTED, PUBLISHED AND OWNED: MD FURQAN
PRINTED AT LUXMI PRINTING PRESS SAHARANPUR
EDITOR: MD FURQAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
دنیا کا سب سے عظیم اخلاق کا حامل انسان	محمد مسعود عزیزی ندوی	
سیرت نبوی		۶
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاکباز پیغمبر	محمد مسعود عزیزی ندوی	
فکروعمل		۹
مسلمانو! برادران وطن سے اسلام کا تعارف کراؤ۔	محمد مسعود عزیزی ندوی	
محاسن اسلام		۱۲
مسلمان کسی مذہب کی توہین نہیں کرتا۔	محمد مسعود عزیزی ندوی	
لائحہ عمل		۱۵
مسلمانوں کے کرنے کے کام۔	محمد مسعود عزیزی ندوی	
جائزہ		۱۹
بنیادی نیکیاں	ڈاکٹر محمد اکرم ندوی	
دعوت اصلاح		۲۱
والدین کی اطاعت وفرمانبرداری	محمد مسعود عزیزی ندوی	

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
راہ ترقی		۳۰
دوعظیم اور نازک رشتے	محمد رضوان گوہر ندوی	
سیرت وسوانح		۳۲
حضرت مولانا محمد اختر صاحب قاسمیؒ کی وفات	مولانا سید محمد ریاض ندوی	
اخلاقیات		۳۴
جام پے جام پیا اور مسلمان رہے!	ارشد کبیر خاقان مظاہری	
بحث ونظر		۳۹
سائنس اور دانش گاہ نبویؐ	ڈاکٹر محمد انس ندوی	
تعارف		۴۳
ڈیسینٹ اکیڈمی برائے حفاظ کرام	مولانا نور حسن قاسمی	
تاثرات		۴۵
ڈیسینٹ اکیڈمی وقت کی اہم ضرورت	مولانا عبدالرازق مظاہری	
تعارف وتبصرہ		۴۷
نئی کتابوں پر تبصرہ	محمد مسعود عزیزی ندوی	
اشتہار	مرکز احیاء الفکر الاسلامی	۴۸

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)	۳۰۰۰..........
// // اول اندرونی	// //	۲۵۰۰..........
// // آخر اندرونی	// //	۲۰۰۰..........
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰..........
آدھا صفحہ اندرونی		۶۰۰..........
¼ صفحہ //		۴۰۰..........

اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہو رہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۲۴۰/روپے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔ (ادارہ)

نوٹ: شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر: محمد فرقان نے لکشمی آفسیٹ پریس سہارنپور میں طبع کرا کے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (الھند)

اداریہ

دنیا کا سب سے عظیم اخلاق کا حامل انسان

محمد مسعود عزیزی ندوی

اللہ تعالی کا ایک نظام ہے کہ اس نے دنیا میں بسنے والے انسانوں کے لئے پہلے ہی دن سے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ رشد و ہدایت اور رہنمائی کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، اور یہ سلسلہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلتا رہا، انبیاء اور رسول آتے رہے، اور انسانو کی رہنمائی فرماتے رہے، اور اللہ کے احکام، اللہ کی مرضیات سے لوگوں کو ہر زمانے میں روشناش کراتے رہے، اور اس بات سے ادنی سا آدمی بھی واقف ہے کہ لوگ اس شخص کی بات مانتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں جس کے اخلاق وکردار سے واقف اور متاثر ہوتے ہیں، اسی لئے اللہ کے فرستادہ سبھی پیغمبر اخلاق کی بلندیوں پر ہوتے ہیں، اس طرح اللہ کی طرف سے ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب پیغمبر ورسول آئے ہیں، جن میں سب سے آخر میں نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

✲✲✲✲✲ ——— ✲✲✲✲✲

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں حضرت عبدالمطلب کے گھر ۲۲/اپریل ۵۷۱ء -۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے دنیا کے بت کدوں میں تزلزل پیدا ہو گیا، مجوسیوں کی ایک ہزار سالہ آگ بجھ گئی، کسری کے محل کے کنگرے گر گئے، دنیائے انسانیت میں ایک روشن صبح طلوع ہو گئی، دنیا کے اندھیرے میں اجالے کی ایک کرن روشن ہو گئی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے نبوت کے ظہور کا زمانہ جو چالیس سالوں پر محیط ہے روز روشن کی طرح واضح ہے، انکی زندگی کا ہر پہلو کتب سیر و تواریخ میں محفوظ ہے، ان کا بچپن، ان کی جوانی اور شباب اور چالیس سال کی عمر تک پہنچنے کا دور مکہ والوں نے دیکھا ہے، پرکھا ہے، سب ان کو صادق (سچا) امین (امانت دار) کہتے تھے، جدھر سے گذر جاتے، لوگ ان کی عزت کرتے، ان کا استقبال کرتے، ادب سے ان کا نام لیتے، اور ہر آدمی ان کا احترام کرتا، ان کے نام کی قسمیں کھاتا، جس گلی میں چلے جاتے وہ باعظمت ہو جاتی، جہاں پہنچ جاتے وہ جگہ قابل قدر ہو جاتی، جس طرف سے گذر جاتے لوگوں کو ادھر سے راحت وسکون محسوس ہوتا، غرضیکہ جہاں سے نکل جاتے اندھیرا سمٹ جاتا اور روشنی اپنی چادر پھیلا دیتی، یہ تھا مکہ مکرمہ کا وہ در یتیم، جس کو اللہ نے دنیا کا امام بنا دیا، اور چالیس سال کی عمر میں آپکی نبوت کا اظہار ہوا۔

✲✲✲✲✲ ——— ✲✲✲✲✲

آپ کی نبوت کی ۲۳ سالہ زندگی کی ایک ایک بات، آپ کا ایک ایک فعل محفوظ ہے، زمانہ نبوت میں آپ نے اللہ کے حکم سے

دشمنوں سے جنگیں بھی لڑیں، مگر چونکہ آپ رحمت اللعالمین تھے، اس لئے جنگوں میں بوڑھوں، بچوں، عورتوں، بلکہ قیدیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک، بلند اخلاق اور اعلی کردار کا مظاہرہ کیا، اور اپنے متبعین اور صحابہ کرام کو سب کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی ہدایت کی، اس طرح اپنے صحابہ کی بھی اعلی تربیت کی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی حضور کی تربیت واخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ خود خالق کائنات نے آپ کے صحابہ کے لئے آسمان سے ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کا پروانہ جاری کیا، کہ خالق کون ومکان ان سے راضی ہے اور صحابہ اس سے راضی ہیں، یہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت وتربیت کا نتیجہ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیائے انسانیت کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے، یہ بات خود اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں فرمائی کہ (اے لوگوں) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے اچھا اسوہ ہے، ظاہر ہے اسوہ وہی سکتا ہے، آیئڈئل وہی ہوسکتا ہے، جس کی زندگی کا کچھ بھی حصہ چھپا ہوا نہ ہو، جس کی زندگی کے تمام اوراق لوگوں کے سامنے ہوں، جس میں کہیں بھی جھول نہ ہو، جس میں کہیں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہ پائی جاتی ہو، اسی لئے مکہ کے لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد دشمن ہوگئے اور آپ کو تکلیف پہنچانے لگے، آپ سے دشمنی کرنے لگے، حضور سے بہت زیادہ دشمنی کے باوجود آپ کے اخلاق وکردار پر انگلی نہ اٹھا سکے۔

آج تو دنیا کا یہ حال ہے کہ اگر کسی سے ذرا سا اختلاف ہوجائے تو دشمنی میں اس کی ذات پر، اسکے اخلاق وکردار پر حملہ کیا جاتا ہے، مگر وہ مکہ کے مشرک اور کافر ہوکر، حضور کے جانی دشمن ہوکر آپ کے اخلاق پر، آپ کے کردار پر، آپ کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے سلسلہ میں ایک لفظ بھی غلط نہ نکال سکے، جبکہ وہ لوگ وہ تھے، جو چالیس سال مکہ میں حضور کے ساتھ رہے، شب وروز ان کا اٹھنا بیٹھنا ان کے ساتھ رہا، مگر چالیس سالہ زندگی میں ایک بھی بات قابل اعتراض وہ نقل نہ کرسکے، نہ ازدواجی زندگی سے پہلے، نہ ازدواجی زندگی کے بعد، نہ نبوت سے پہلے نہ نبوت کے بعد، اسی لئے خود اللہ رب العالمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار کے سلسلہ میں آسمان سے سرٹیفکیٹ جاری کیا کہ **انک لعلیٰ خُلقٍ عظیم** کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو اخلاق کی بلندیوں پر ہو۔

مگر اب چودہ سو سال کے بعد بعض ناواقف، جاہل، ناہنجار، ناپاک لوگ آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر انگشت اٹھائیں، اور آپ کی شان میں گستاخی کریں، تو ایسے لوگ پلید، غلیظ، خبط الحواس، دریدہ ذہن ہی ہو سکتے ہیں، جن کے ذہن ودماغ میں گندگی اور ناپاکی کے علاوہ کچھ نہیں، ایسے لوگوں کو اگر ان میں سچائی ہے، اور صحیح بات تک پہنچنے کی صلاحیت اور ہمت ہے،

تو موجودہ دور کے انصاف پسند، برادران وطن کی کتابیں ہی پڑھ لیں اور سمجھ لیں کہ کلکی اوتار کون ہے، اور اس کے سلسلہ میں ان کے کیا نظریات ہیں، یا انگریز منصف مصنفین کی کتابیں ہی پڑھ لیں، تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کا عظیم انسان کون ہے، اور اس عظیم انسان کے کتنے عظیم اخلاق ہیں، اور ایسے عظیم انسان کے متبعین مسلمان ہوتے ہیں، جن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ ان کو اپنے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ دادا، اور آل اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو، اسی لئے ہر مسلمان اپنے نبی کے نام پر مرمٹ سکتا ہے، جان دے سکتا ہے، مگر اپنے نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتا، یہ ان کے ایمان کا مسئلہ ہے۔

اس لئے ہم سبھی لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو، آپ کی سیرت کو، آپ کے حالات کو، ہندی زبان میں، اور انگریزی زبان میں، زیادہ سے زیادہ پھیلائیں اور لوگوں تک پہنچائیں، اور برادران وطن سے گذارش کرتے ہیں کہ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر لکھی گئی کتابوں کو پڑھیں، یا پھر کسی جاننے والے سے معلوم کریں، اگر کوئی غلط فہمی ہو اس کو دور کریں، مگر کسی کے مذہبی پیشوا کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کریں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو جگت گرو ہیں، رحمت اللعالمین ہیں، سب کے نبی ہیں، صرف مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کے انسانوں کے نبی ہیں، سب سے آخر میں آئے ہیں، سب کے لئے آئے ہیں، اور قیامت تک کے لئے آئے ہیں، ساری مذہبی کتابوں میں ان کا تذکرہ ہے "کلپتک کھیل پران" اور چاروں ویدوں میں ان کا ذکر ہے، ساری آسمانی کتابوں میں ان کا نام ہے، اس لئے انصاف کا تقاضہ ہے کہ سبھی کو ان کا آدر کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے، اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت محمد ﷺ کی سیرت و حالات کو پڑھنے کی اور سمجھنے کی اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیرت نبوی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ انسانی کے سب سے سچے اور پاکباز پیغمبر

محمد مسعود عزیزی ندوی

حضورؐ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے :

اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اتنی صاف ستھری اور ممتاز ہے کہ تاریخ انسانی ایسی زندگی کی مثال پیش نہیں کرسکتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ آخری پیغمبر ورسول بنانا چاہتا تھا، جو پوری انسانیت اور قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے ایک آئیڈیل اور نمونہ ثابت ہوں، چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نبوت سے پہلے بھی اسی طرح محفوظ اور ممتاز ہے، جس طرح سے نبوت کے بعد، آپ کے تقدس وعظمت، آپ کی پاکدامنی اور سیرت کی شفافیت کی اور آپ کی امانت اور صداقت کی لوگ قسمیں کھاتے تھے، کیونکہ آپ کی بچپن کی زندگی، شباب وجوانی کی زندگی، کہولت کی زندگی مکہ کے لوگوں کے سامنے بالکل پاک وصاف تھی، اور زندگی کا وہ دور جس میں بہت سے نوجوان بے راہ روی کا شکار ہوجاتے ہیں، اتنا صاف ستھرا اور سب کے سامنے ہے کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، آپ اتنے پاک طینت، پاکباز اور مکہ کے لوگوں کیلئے اتنے چہیتے تھے کہ آپ کو "امین" امانتدار اور "صادق" سچا کہتے تھے، اور آپ کی بات کی اہمیت اور وزن تھا، جب حضرت محمد نوجوان تھے تو مکہ کی ایک متمول صاحب ثروت خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مال تجارت لیکر آپ کو ملک شام بھیجا، تو اس کی بزنس اور کاروبار میں حد سے زیادہ فائدہ اور برکت ہوئی تھی، اس میں آپ کی ایمان داری، راست بازی، دیانت داری کو خاص دخل تھا، جس کی وجہ سے اس خاتون نے آپ کے اخلاق وکردار سے متأثر ہوکر آپ سے شادی کا پیغام بھیجا تھا۔

آپ کی حسن تدبیر نے ایک بڑی جنگ کو روک دیا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب ۳۵/ سال کی عمر میں تھے، اس وقت قریش مکہ نے کعبہ کی تعمیر جدید کا فیصلہ کیا تھا، کعبہ کی تعمیر جب اس جگہ تک پہنچ گئی، جہاں پر حجر اسود (جنت کا کالا پتھر) کو نصب کرنا تھا، تو مکہ کے بڑے بڑے چودھریوں میں اختلاف ہوگیا، ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ یہ بابرکت اور مقدس کام میرے ہاتھوں انجام پائے، تاکہ تاریخ میں میرا نام روشن ہو، اور اس سلسلہ میں وہ اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ قریب تھا کہ تلواریں نکل جاتیں، بلکہ تلواریں نیام سے باہر آگئیں تھیں، اور قتل عام ہونے والا تھا، کہ اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ کل صبح جو بھی سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ جو فیصلہ کرے گا وہ ہمیں منظور ہوگا، چنانچہ اگلے دن سب سے پہلے جو حرم میں داخل ہوا، وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، سب نے بیک آواز کہا کہ ہاں یہ "صادق وامین" آگئے، یہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اشراف قریش، تمام مکہ کے چودھریوں کو بلایا، ایک

چادر بچھائی، اس پر حجر اسود کو رکھا، پھر فرمایا کہ سب چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ لیں اور سب ملکر اٹھائیں، سب نے چادر اٹھائی، جب اس جگہ پہنچ گئی، جہاں پر حجر اسود کو لگانا تھا، تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پتھر اٹھا کر اس جگہ لگا دیا، اس طرح انہوں نے ایک بڑے فتنے اور بڑی جنگ کو چھڑنے سے روک دیا۔

حضورؐ کے اخلاقیات پرکوئی آنچ نہیں آئی:

نبوت سے پہلے ایک مرتبہ مکہ میں یمن کا ایک تاجر آیا، اور عاص بن وائل نے اس کا تمام سامان خرید لیا، مگر اس تاجر کے پیسے نہیں دیئے، جب اس تاجر نے ظلم کے خلاف لوگوں سے مدد طلب کی، اس سلسلہ میں کچھ لوگوں نے اس ظلم کے خلاف میٹنگ کی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میٹنگ میں شریک ہوئے، اور ظلم کے خلاف آواز لگائی اور تاجر کو اس کا حق دلوایا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد جب نبی ہونے کا اعلان کیا اور مشرکین مکہ کو بت پرستی چھوڑنے کی، شرک کو چھوڑنے کی اور ایک اللہ کو ماننے کی دعوت دی، تو مکہ کے لوگ بغض وحسد میں آپ کے دشمن ہو گئے، مگر وہ سخت ترین دشمنی کے باوجود آپ پر کوئی الزام نہ لگا سکے، آپ کو جھوٹا اور خیانت کرنے والا نہ کہہ سکے، ساری دشمنی کے باوجود آپ کے اخلاقیات پر، آپ کی پاکیزہ زندگی پر ایک حرف بھی کسی نے نہ نکالا۔

حضورؐ کے یہاں امانت کا پاس ولحاظ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن بھی اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھنا پسند کرتے تھے، جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی، اس وقت لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، حضرت محمد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ تمام امانتیں سپرد کیں، اور فرمایا کہ جس جس کی امانتیں ہیں، ان کو ادا کر کے پھر مدینہ آ کے مجھ سے ملنا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ سے پریشان ہو کر مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جا رہے تھے، اس وقت بھی امانتوں کا یہ پاس ولحاظ کیا کہ جس جس کی امانتیں ہیں وہ ان کے پاس پہنچ جائیں، تاریخ میں ہے کوئی جو اس طرح کی مثالیں پیش کر سکے۔

حضورؐ کے اخلاق حسنہ کی کئی پیاری مثالیں:

ایک مرتبہ مسجد نبویؐ میں ایک دیہاتی غیر مسلم آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، صحابہ نے دیکھا تو اس کو روکنا چاہا، حضرت محمد نے فرمایا کہ اس کو کرنے دو جو کر رہا ہے، جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا، تو آپ نے بلایا اور کہا کہ دیکھو بھائی یہ اللہ کا گھر ہے، یہ ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں پر پیشاب پاخانہ کیا جائے، بہر حال آپ نے اس کو نہ ڈانٹا نہ ڈپٹا، بلکہ بہت محبت و پیار سے سمجھایا، جس سے وہ بدو (دیہاتی) آپ سے بہت متأثر ہوا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے، مگر مکہ والوں نے آپ کو عمرہ کی اجازت نہیں دی، اور آپ کو آئندہ سال آنے کے لئے کہا، اور طرح طرح کی شرطیں لگائیں، مگر آپ نے صلح کی، دیکھنے والوں نے محسوس کیا کہ آپ نے دب کر صلح کی، مگر آپ کے اخلاق کریمانہ نے یہ ثابت کیا کہ دب کر صلح نہیں تھی بلکہ اللہ کی مرضی ہی ایسی تھی اور اس کے پس پردہ ایک بڑی جیت تھی۔

ابوسفیان جو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا ہوا تھا، آپ کا سخت ترین دشمن تھا، مگر جب ہرقل کے سامنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مکالمہ ہوا، سوال وجواب ہوئے، تو ابوسفیان سخت دشمنی کے باوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک بات بھی نہ کہہ سکا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرکین کے ساتھ جو جنگیں

ہوئیں، جن جنگوں میں آپ خود شریک ہوئے اور جن جنگوں میں آپ شریک نہ ہوئے، ان تمام میں طرفین سے صرف ایک ہزار اٹھارہ آدمی مارے گئے، دنیا کی جنگوں کی تاریخ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں جو انسان مارے گئے وہ بہت کم ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگوں میں دشمنوں کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر بھی دست درازی سے منع کیا، اور جنگی قیدیوں کے ساتھ بھی آپ کا سلوک بہیمانہ نہیں بلکہ سلاطین کے عام رویہ سے ہٹ کر مخلصانہ، محبانہ اور انسانی بنیاد پر رحیمانہ اور پیغمبرانہ تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا، اور مکہ میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کی حالت عام فاتح سلاطین اور حکمرانوں کی طرح نہیں تھی، بلکہ اللہ کے ایک عاجز اور متواضع بندے کی طرح شاکرانہ تھی، اس وقت آپ نے عام فاتحین کی طرح لوٹ مار، قتل وغارتگری اور ظالمانہ رویہ نہیں اختیار کیا بلکہ پیغمبرانہ اصول ومزاج کے پیش نظر آپ نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں، کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، آپ نے حکم فرمایا جو اپنے گھر کے دروازے بند کرلے اس کو بھی امان، جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اس کو بھی امان، جو مسجد حرام میں داخل ہوجائے اس کو بھی امان، یہ اس فاتح پیغمبر کا اصول اور طرز عمل تھا جو پوری انسانی برادری کیلئے رحمت عالم بن کر آیا تھا۔

حضورؐ نے کالے گورے کے فرق کو ختم کیا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمام انسانوں کے لئے یکساں تھیں، آپ نے بت پرستی کو ختم کیا، ظلم کو ختم کیا، آپس کی دشمنیوں کو ختم کیا، اسود وابیض کے فرق کو ختم کیا، سود کو ختم کیا، بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم کو ختم کیا، بلکہ ہر اس ظالمانہ طرز عمل اور دستور کو ختم کیا جو انسانی معاشرے کی تباہی کا سبب بنا ہوا تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانی برادری کو خدا کا کنبہ سمجھتے تھے، اور اسی کی تعلیم دیتے تھے، بلکہ جانوروں تک کے لئے رحمت بن کر آئے تھے، جانوروں پر بھی ظلم پسند نہیں کرتے تھے۔

حضورؐ کی زندگی سے لوگوں کو کیا پیغام ملا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ر سال کی عمر میں ۴۰ر سال کی عورت حضرت خدیجہ سے شادی کی، حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد دوسری عورتوں سے اللہ کے حکم سے شادی کی، ان میں زیادہ تر مطلقہ اور بیوہ عورتیں تھیں، صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسی عورت تھیں جو کنواری تھیں، آپ نے یہ تمام شادیاں جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں کی بلکہ ان کے پیچھے ایک بڑا مقصد تھا، وہ اسلامی تعلیمات اور دعوت ایمانی کو زیادہ سے زیادہ قبائل تک پہنچانا تھا؛ کیونکہ وہ عورتیں مختلف قبائل سے تعلق رکھتی تھیں، اس لئے دعوت کے کام کو زیادہ سے زیادہ پیمانے پر پھیلانا مقصود تھا، اور وہ اسی طرح رشتوں کی بنیاد پر ممکن تھا، اگر (اللہ کی پناہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنس پرست یا عورتوں کے دلدادہ ہوتے، تو وہ نوجوان اور کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے، اور مکہ کے چودھریوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیش کش کی تھی کہ آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں تو آپ کی مکہ کی حسین سے حسین لڑکیوں سے شادی کر دی جائے گی، مگر آپ نے اپنا مقصد دعوت توحید واسلامی بتلایا کہ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دئے جائیں تو بھی میں اپنے کام سے باز نہیں آ سکتا، جس الوالعزم پیغمبر کی یہ صفات ہوں، یہ حالات واقعات ہوں وہ کیونکر رحمت للعالمین نہ ہوگا۔ بقیہ صفحہ نمبر ۲۹ پر............

فکر وعمل

مسلمانو! برادارن وطن سے اسلام کا تعارف کراؤ

محمد مسعودعزیزی ندوی

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا:

بڑی حیرت کی بات ہے کہ ہندوستان جیسا عظیم جمہوری ملک جہاں پر ہندومسلمان ہزاروں سال سے ایک ساتھ رہ رہے ہیں، ایک دوسرے کے دکھ درد میں، ایک دوسرے کی خوشی غمی میں، ایک دوسرے کے مرنے جینے میں ہمیشہ شریک رہے ہیں، آج کل اس پیارے ملک میں کچھ زہر آلود عناصر نے ایک منظّم اسکیم اور سوچی سمجھی سازش کے تحت ہندومسلم کے درمیان ایک بڑی دراڑ پیدا کر دی ہے، ایک دوسرے کے درمیان میں غلط فہمیوں کی ایک زبردست دیوار حائل کر دی ہے، جس کے نتیجے میں پچاس ساٹھ سال سے ایک ساتھ رہنے والے، ایک محلّہ میں رہنے والے، ایک دوسرے کے لئے اجنبی بن گئے، ایک دوسرے کے مذہب سے اجنبی بن گئے، حالانکہ اس بات سے سبھی واقف ہیں کہ کوئی مذہب تشدد کا داعی نہیں، کوئی مذہب نفرت کا داعی نہیں، کوئی مذہب عدم رواداری کا داعی نہیں، حتیٰ کہ کوئی مذہب آپس میں دشمنی اور بیر رکھنے کو جائز نہیں ٹھہراتا؛ لیکن ہندوستان میں ہندومسلم نفرتوں کے مہیب سائے دن بدن گہرے ہوتے جارہے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہورہاہے، ہم اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس طرح مزے لے رہے ہیں کہ ہمارے کانوں تک آنیوالی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی ہے، مذہب کے نام پر نفرت کو بڑھاوا دینا یہ ان برادران وطن کا دن رات کا مشغلہ ہے، جنہیں مذہب کے نام سے بھی واقفیت نہیں، اور نہ ہی مذہب ان کی زندگی میں ہے، جبکہ کسی بھی مذہب میں نفرت کو فروغ دینا اور آپس میں ایک دوسرے کے درمیان بھائی چارگی کو ختم کر کے دشمنی پیدا کرنا درست نہیں قرار دیا گیا: ع

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

ایک طبقہ کی طرف سے مسلم مخالفت کی کوشش:

مگر عملاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ نفرتوں کا بیج اس قدر برگ وبار لانے لگا ہے، کہ ہندوستان کے بھائی چارے والے معاشرے میں، جیو اور جینے دو والے ماحول میں بے چینی وبے اطمینانی کا سماں ہے، ایک طبقے کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ذہن سازی کی جارہی ہے، ایک ویڈیو ابھی سامنے آیا ہے، اس میں برادران وطن کی نسل نو کو تربیت دی جارہی ہے، جس میں مسلمانوں کے خلاف ان کی ذہن سازی کی جارہی ہے اور مسلمانوں کے خلاف جذبات ابھارے جارہے ہیں، ایک انٹرویو میں ایک لڑکی کہتی ہے کہ ”مسلمان ہندو لڑکی سے شادی کر لیتا ہے، اس سے بچے پیدا کرتا ہے، پھر اس کو عرب ملکوں میں بیچ دیتا ہے، یا بے یارومددگار چھوڑ دیتا ہے اور اس کو ٹارچر کرتا ہے“ اسی طرح ایک اسکول میں بندوق سے نشانہ بازی سکھاتے ہوئے ایک ہندو کہتا ہے کہ ”تصور کرو جس

کونشانہ مارنا ہے یعنی مسلمان کو، کہ ہمیں صرف ہندوستان میں ہندو وادی چاہئے، جو ملک کا سمّان کرے، یعنی اس کے علاوہ جو ہو اس کو گولی کا نشانہ بناؤ'' پھر وہ کہتا ہے کہ ''جہاں یہ مسلمان ہیں یا جہاں ان کی تعداد زیادہ ہے، انہوں نے وہاں دوسرے مذہب والوں کو رہنے نہیں دیا، افغانستان دیکھ لیجئے، لبنان دیکھ لیجئے، سیریا کو دیکھ لیجئے، اسی طرح ہمیں کرنا ہے، اور ہمیں اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے، تاکہ آنے والے وقت میں ہم مسلمانوں سے لڑسکیں'' ایک ہندو عورتوں کے درمیان تقریر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''اسلام مذہب میں یہ ہے کہ اگر جانور کھانے کو نہ ملے، روٹی سبزی نہ ملے، تو عورت کو کاٹ کر کھاسکتے ہیں، جو ہندو دھرم میں نہیں، تو کیا اب بھی کسی مسلمان سے شادی کروگی؟ وہ کہتی ہیں نہیں'' اسی طریقے سے نئی نسل کے ذہنوں میں مسلمانوں سے نفرت بھری جارہی ہے، اور ان کو بتلایا جارہا ہے کہ ''مدرسوں میں دہشت گردی ہوتی ہے، ان کے گیٹ کے سامنے سے بھی نہ گزرنا، ورنہ گولی ماردیں گے'' مسجدوں کے سلسلہ میں ہندوؤں میں یہ بات پیدا کی جارہی ہے کہ ''جب یہ مسلمان مسجد بناتے ہیں تو جب تک مسجد کی بنیاد میں گائے کا خون نہیں ڈالتے تب تک پوتر (پاک) نہیں ہوتی'' وہ ہم سے اس قدر ناواقف ہیں کہ بعض مرتبہ ہندو سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگ اذان میں جو ''اللہ اکبر'' کہتے ہیں، کیا یہ ''اکبر بادشاہ'' کا نام لیتے ہیں، غرضیکہ یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو ہندوؤں کی نئی نسل کے ذہن میں بٹھائی جارہی ہیں۔

عالمی طورپر مسلمانوں کو بدنام کرنیکی کوشش :

عالمی طور پر مسلمانوں کو بدنام کرنیکی، ان کے خلاف سازشیں رچنے کی جو کوششیں ہورہی ہیں وہ الگ ہیں، کہیں بھی کوئی ناگہانی واقعہ پیش آتا ہے، اس کو مسلمانوں کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے، چاہے ۱۱ر ستمبر والا واقعہ ہو، یا پشاور میں اسکول کا واقعہ ہو، یا فرانس میں دھماکے ہوں، اور کمال یہ ہے کہ جن کو ملزم سمجھ کر گرفتار کیا جاتا ہے یا جو خودکش دھماکے میں مرتے ہیں، ان کے نام مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں، عبداللہ، عبدالرحمٰن، شکیل اور جمیل وغیرہ جیسے نام ہوتے ہیں، حالانکہ ان کے جسم کے اوپر بنی تصویریں اور بنے ٹٹو Tatto بتلاتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں، خبروں میں ٹی وی پر یہ تصویریں نظر آتی ہیں، ہر دیکھنے والا کہتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں، مگر ایسی دھاندھلی کی جاتی ہے، اس انداز سے خبروں کو نشر کیا جاتا ہے کہ اس کے جسم پر غیر اسلامی تصویریں دیکھ کر بھی ان خودکشوں کو مسلمان باور کرایا جاتا ہے، اور مسلمانوں کو بدنام کیا جاتا ہے، حالانکہ سچی بات ہے کہ نہ وہ مسلمان، نہ اسلام سے ان کا کوئی تعلق، اگر نام بھی ان کا مسلمانوں جیسا ہے تو یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر وہ آدمی جس کا نام مسلمان جیسا ہے، وہ حقیقت میں مسلمان نہیں۔

اسلامی اصول :

یہ بات اسلامی اصول اور اسلامی نقطہ نظر سے بھی واضح ہے کہ دہشت گرد، یا انسانیت پر ظلم کرنیوالا، یا کسی بھی جاندار پر ظلم کرنیوالا مسلمان نہیں، اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ: ''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا'' (۱) کہ جو چھوٹے پر شفقت نہ کرے، بڑے کا احترام نہ کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، چہ جائیکہ کسی پر ناحق ظلم کرے، کسی معصوم کی جان لے، قرآن کا تو اصول یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے کسی دوسرے انسان کو بغیر قصاص یا زمین پر فساد پھیلائے بغیر قتل کردیا، تو گویا کہ اس نے پوری نسل انسانی کو قتل کردیا: ''مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً'' (۲) تو جس دھرم اور مذہب کے یہ اصول ہوں اس کا پیروکار کیسے ایسی دہشت

گردانہ کارروائی میں حصہ لے سکتا ہے، یہ سب دشمنوں کا پروپیگنڈہ ہے، تاکہ عالمی طور پر مسلمانوں کی شبیہ خراب ہو، اور یہ بدنام ہوں۔

غیر مسلموں سے اسلام کا تعارف کرانا ضروری:

ان تمام واقعات کی روشنی میں اور موجودہ صورت حال کے تناظر میں مسلمانوں کا کیا فریضہ بنتا ہے، راقم یہی سمجھتا ہے کہ اس معاملے میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو، کہ وہ اسلام کے بارے میں تمام برادران وطن ہندو بھائیوں کو بتلائے کہ اسلام کیا ہے؟ اس کی تعلیمات کیا ہے؟ امن وامان اور بھائی چارہ کے سلسلہ میں اور آپسی اخوت ومحبت کے سلسلہ میں اسلام کا کیا پیغام ہے، اور بتلائے کہ رواداری، محبت و بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی وغمگساری کی تعلیم وہدایت اسلام سے زیادہ کہیں نہیں ہے، یہ بات بڑی محبت اور ہمدردی سے ہر مسلمان برادران وطن کو بتلائے، چاہے وہ مسلماں کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو، اس کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ اپنی معلومات کی حدتک اسلام کے بارے میں، مسلمانوں کے بارے میں، اپنے ہندو بھائیوں کو بتلائے، اس لئے کہ مسلمانوں کے خلاف ایسی فضا تیار ہورہی ہے کہ مسلمانوں کا یہاں رہنا بھاری ہو جائے گا، اور پڑوس والے ہی مسلمانوں کو ذبح کریں گے، اس لئے بتانا اورصورت حال سے واقف کرانا ضروری ہے، بیدار ہونے کی ضرورت ہے، خواب غفلت سے اٹھنے کی ضرورت ہے، ورنہ نہ یہ خانقاہیں رہیں گی، نہ یہ مدرسے رہیں گے، نہ آپ کے مکان ودکان رہیں گے، یہ نہ سمجھو کہ ہم محفوظ ہیں، ہمارے مکان، ہمارے قلعے محفوظ ہیں، ہمیں کون چھیڑ سکتا ہے، یہ خام خیالی ہے، اس فکر کو اور سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

سب کو فکر کرنے کی ضرورت ھے:

عالمی پیمانے پر بھی آپ کے خلاف سازشیں ہورہی ہیں اور ملک کے اندر بھی، اگر اپنے کو اور اپنی نسل کو اس ملک میں باقی رکھنا ہے، تو برادران وطن کو اپنے بارے میں بتلایئے، اپنے مذہب کے بارے میں بتلایئے، سب کو فکر کرنے کی ضرورت ہے، کسی ایک جماعت یا کسی ایک انجمن، جمعیت یا ادارے سے کچھ نہیں ہوتا، سب کو بیدار ہوکر برادران وطن ہندو بھائیوں کے قریب ہونے کی ضرورت ہے، اور ان کو اس سیاست سے آگاہ کرنیکی ضرورت ہے، جو ہندوؤں کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کے لئے چلائی جارہی ہے، پیام انسانیت، انسانی ہمدردی، مذہبی رواداری، عدم تشدد کے سلسلہ میں مخلصانہ کارروائی کی ضرورت ہے۔

اسلام امن وآشتی والا مذھب ھے:

اگر مسلمانوں نے اسلام کا آفاقی پیغام، اسلام کا تعارف، اسلام کی تعلیمات غیر مسلموں تک نہ پہنچائیں اور مسلمانوں کے بارے میں ان کو متعارف نہ کرایا تو وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھیں گے، اور ظاہر ہے جس کو آدمی دشمن سمجھتا ہے اس کو ختم کرنیکی اور اس کو جلاوطن کرنیکی کوشش کرتا ہے، تو آپکے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں، آپ کو ہندوؤں کا دشمن بتایا جارہاہے، اس لئے ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہندو بھائیوں کو بتلائے کہ مسلمان ہندو کا دشمن نہیں، وہ کسی بھی انسان کا دشمن نہیں، وہ تو پریمی ہے، امن وآشتی کا پیامبر ہے، محبّ وطن ہے، وطن اور ملک کیلئے مرمٹنے کیلئے تیار ہے، ان کے خمیر میں الفت ومحبت کی وہ داستانیں ہیں، جنہیں دیکھ کر رام پرساد بسمل نے کہا تھا کہ ''ہم انگریزوں کو ملک سے اس وقت تک نہیں نکال سکتے جب تک کہ مسجد ومدرسہ کے درویش ہمارا ساتھ نہیں دیں گے''۔

بقیہ صفحہ نمبر ۴۲ پر.....................

محاسن اسلام

مسلمان کسی مذہب کی توہین نہیں کرتا

محمد مسعود عزیزی ندوی

آج کل مسلمانوں کے خلاف سازشیں :

آ ج کل مختلف مذاہب کے لوگ مسلمانوں کے خلاف مختلف انداز سے شوروغل کرتے رہتے ہیں، کوئی اسلام کے خلاف زبان کھولتا ہے، کوئی اللہ کی کتاب قرآن مجید کی توہین کرتا ہے، کوئی اللہ کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے، کبھی اسلامی قوانین پر تیشہ زنی کی جاتی ہے، کبھی مسلم پرسنل لاء بورڈ کا مسئلہ سامنے آتا ہے، غرضیکہ مسلمانوں کی دلآزاری کی جتنی بھی شکلیں ہیں وہ اختیار کی جاتی ہیں، ان کا مقصد مسلمانوں کو برانگیختہ کرنا، ملک میں بدامنی کا ماحول قائم کرنا اور مسلمانوں کو ہراساں کرنا ہوتا ہے، تاکہ مسلمان ترقی نہ کرسکیں، آگے نہ بڑھ سکیں، اپنی پوری طاقت وقوت اپنے دفاع میں خرچ کردیں، چین سے آرام سے بیٹھ کر کھا کما نہ سکیں۔

ساری قوموں نے مسلمانوں کو نشانہ بنایا:

یہودی بھی مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے پیغمبر کو نشانہ بناتے ہیں، عیسائی بھی مسلمانوں اور مسلمانوں کے پیغمبر پر حملہ کرتے ہیں، برادران وطن بھی مسلمانوں اور مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین کرتے ہیں، ہر ایک مسلمانوں پر، مسلمانوں کی مقدس کتاب پر، مسلمانوں کے عظیم پیغمبر پر کیچڑ اچھالتا ہے۔

ایک بڑی بھول :

سب سے پہلی بھول تو ان سب کی یہی ہے کہ وہ اللہ کو مسلمانوں کا خدا، اسلام کو مسلمانوں کا مذہب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا پیغمبر اور قرآن کریم کو مسلمانوں کی کتاب سمجھتے ہیں، یہ جھوٹ اور غلط فہمی ہے۔

اسلام ساری دنیا کے لوگوں کا مذہب ہے:

سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالی سب کا خالق، سب کا خدا ہے، اسلام تمام روئے زمین پر بسنے والی انسانیت کا مذہب ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کیلئے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے رسول و پیغمبر ہیں، اور قرآن کریم تمام روئے زمین پر بسنے والوں کی کتاب ہے، یہ تمام چیزیں صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ زمین پر بسنے والے ہر انسان کی ہیں۔

نئی حکومت پچھلی حکومت کے قانون کو بدل دیتی ہے :

اس بات کو سب مانتے ہیں کہ جب کوئی نئی حکومت آتی ہے، تو وہ پچھلی حکومت کے قانون کو یکسر بدل دیتی ہے، پچھلی حکومت کے احکامات ناقابل عمل قرار دیئے جاتے ہیں، نئی حکومت، نئے قانون بناتی ہے، عوام نئی حکومت کے قانون کو مانتی ہے، اس کا احترام کرتی ہے، اگر کوئی نئی حکومت کی

خلاف ورزی کرتا ہے، تو قانون اپنا کام کرتا ہے، اس آدمی کو گرفتار کیا جاتا ہے، اور جو سزا طے ہے، وہ اس کو دی جاتی ہے، بالکل یہی صورتحال اس مسئلہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالی نے جو نبی بھیجے، جس زمانے میں اور جس علاقے میں جو نبی آیا، وہاں کے لوگوں پر اس نبی کی اطاعت اور اس کی کتاب پر ایمان لانا اور اس کے لائے ہوئے قانون کو ماننا ضروری ہوتا ہے۔

اسلام سے پہلے تمام ادیان کے قانون منسوخ:

چنانچہ اسلام سے پہلے جتنے بھی پیغمبر اور نبی آئے اور جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں، تمام پیغمبروں اور ان کی کتابوں کی تعلیمات وہدایات اور قانون نا قابل عمل ہیں، اللہ تعالی نے مذہب اسلام کے ذریعہ گزشتہ تمام پیغمبروں کی تمام کتابوں کو منسوخ کردیا، اب قیامت تک کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کیلئے نبی برحق ہیں، عرب کیلئے بھی، عجم کے لئے بھی، ہندوستان کیلئے بھی، ایشیاء، یورپ، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ اور تمام براعظموں بلکہ پوری انسانیت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر ہیں، قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے، پچھلی تمام کتابوں کو منسوخ کردیا گیا ہے، اب قیامت تک کیلئے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن کریم کے قانون پر عمل کرنا ہوگا، اگر قرآن کے علاوہ کوئی دوسری کتابوں پر عمل کرے گا، تو وہ قابل قبول نہ ہوگا، اور اللہ کے یہاں سزا کا مستحق ہوگا۔

گزشتہ تمام انبیاء وکتب سماویہ کا احترام ضروری ہے:

مگر اس کے باوجود کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نے گزشتہ تمام پیغمبروں کی تمام کتابیں منسوخ کردیں، اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ گزشتہ تمام پیغمبروں پر ایمان نہ لائے، گزشتہ تمام پیغمبروں کی کتابوں پر ایمان نہ لائے اور ان کو برحق نہ سمجھے، اس لئے کسی نے بھی نہیں سنا ہوگا، کہ کسی مسلمان نے حضرت موسی علیہ السلام کی توہین کی، یا حضرت موسی کی کتاب توریت کی توہین کی، کسی نے نہیں سنا ہوگا، کہ کسی مسلمان نے حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کی، یا حضرت عیسی علیہ السلام کی کتاب انجیل کی توہین کی، کسی نے نہیں سنا ہوگا، کہ کسی مسلمان نے رام چندر جی کی اور کرشن جی کی توہین کی ہو یا کسی مسلمان نے برادران وطن کی مذہبی کتابوں ویدوں وغیرہ کی توہین کی ہو، حالانکہ جس طرح توریت وانجیل کا اور حضرت موسی وحضرت عیسی علیہم السلام کا تو مستقل قرآن کریم میں ذکر ہے کہ وہ اللہ کے نبیوں میں ہیں، اور نبیوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

رام چندر اور کرشن جی عظیم شخصیات تھے:

مگر رام چندر جی اور کرشن جی کے متعلق ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم ان کو اللہ کے پیغمبر سمجھیں، یا ویدوں کو اللہ کی کتابیں سمجھیں، اس لئے ہم نہ ان کی تصدیق کرتے ہیں نہ تکذیب کرتے ہیں، مگر توہین بھی نہیں کرتے، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ رام چندر جی بھی کسی زمانہ میں نبی رہے ہوں، اور شری کرشن جی بھی کسی دور میں نبی رہے ہوں، اگر چہ اس پر کوئی دلیل نہیں، مگر یہ ضرور ہے کہ وہ عظیم شخصیات تھے، اس لئے کوئی مسلمان کسی کے مذہب کی کسی شخصیت کی، کسی مذہب کی کسی کتاب کی توہین نہیں کرتا ہے۔

اسلام کی تعلیم:

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دوسروں کی عزت کرو، تمہیں عزت

مفت ملے گی، زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا، جو کسی پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالی اس پر رحم نہیں کرتا، جو بڑوں کا احترام نہیں کرتا، چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں، ان کو گالی مت دو، کیونکہ وہ بدلے میں اللہ کو انجانے میں گالی دیں گے، اگر کوئی کسی انسان کو بغیر قصاص کے یا بغیر زمین پر فساد پھیلائے قتل کرتا ہے، تو گویا کہ وہ پوری نسل انسانی کا قاتل ہے۔

اسلام بے راہ روی کی تعلیم نہیں دیتا:

جس مذہب کی بنیاد ان انسانی اصولوں پر ہو وہ کیسے ظالم ہوسکتا ہے، وہ کیسے دہشت گرد ہوسکتا ہے، وہ کیسے کسی کی جان لے سکتا ہے، جس میں جانوروں تک کے لئے رحم کرنے کا حکم دیا گیا ہو، وہ انسانوں پر کیسے ظلم کرسکتا ہے، مگر اب ایسا دور ہے کہ دنیا میں ہر طرف مسلمانوں ہی کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، مسلمان جس مذہب کے پیروں ہیں، وہ اسلام ہے اور اسلام کا مطلب ہے امن والا، تو جس کے نام ہی میں امن ہو، وہ نقض امن کا کیسے حکم کرسکتا ہے، وہ سراپا امن وشانتی اور سلامتی کا پیامبر ہے، وہ تو دنیا سے بت پرستی کو ختم کرنا چاہتا ہے، دنیا سے ظلم کو ختم کرنا چاہتا ہے، اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتا ہے، درندگی، حیوانیت اور بربریت کو نیست ونابود کرنا چاہتا ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں امن وسلامتی چاہتا ہے، وہ کیسے بے راہ روی کی تعلیم دے سکتا ہے، مگر یہود ونصاری نے اور برادران وطن نے ہر ظلم کو، ہر دہشت گردی کو ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

اسلام کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہیں :

جب کہ سچی بات یہ ہے کہ اس وقت اسلام صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہ یہودیوں کا بھی ہے، عیسائیوں کا بھی ہے، برادران وطن ہندوؤں کا بھی ہے، اور باقی دنیا کے تمام دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا بھی اصل مذہب یہی ہے، چونکہ قیامت تک کیلئے یہی دین ہے، اب جو بھی اس کو مان لے گا، وہ کامیاب ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، جو اس کے علاوہ دین کو اختیار کریگا، اللہ کے یہاں وہ قابل قبول نہیں ہوگا، اور آخرت میں بڑا خسارہ رہے گا، اس لئے اللہ تعالی نے صاف اعلان کر دیا: "وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ" (۱) اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے، اب اسلام کے علاوہ اگر کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا وہ قابل قبول نہیں ہوگا، اور آخرت میں بڑا خسارہ ہوگا۔

یہ دنیا جنت کا نمونہ بن جائیگی :

جن لوگوں نے یہ سبق یاد رکھا، اسلام کو اختیار کیا، اللہ، اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں اور اس کے احکامات کو مانا، وہ مسلمان کہلائے، ہمارے برادران وطن اور دیگر مذاہب کے متبعین نے اسلام کو اختیار نہیں کیا، اس کے ساتھ غیروں جیسا رویہ اپنایا، اور اس کو مسلمانوں کا مذہب کہہ کر چھوڑ دیا، حالانکہ ان کا خود بھی مذہب اسلام ہی ہے، مگر وہ بھولے ہوئے ہیں، اگر تمام مذاہب کے ماننے والے ایک خدا کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری پیغمبر مان لیں، اور قرآن کریم کو اللہ کی کتاب مان لیں، اور اسلام کو گلے سے لگا لیں، تو یہ دنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائیگی اور ہر طرف اخوت ومحبت اور غمگساری اور ایک دوسرے کے احترام کا سماں بندھ جائے گا، اور یہ دنیا گل گلزار بن کر نمونہ جنت بن جائے گی۔

☆☆☆☆☆

لائحہ عمل

مسلمانوں کے کرنے کے کام

محمد مسعود عزیزی ندوی

عالمی امت عالمی پیمانے پر مجروح ومقهور هے :

آج کل مسلمان پوری دنیا کی نظر میں ایک عجیب قسم کی مخلوق سمجھے جارہے ہیں، دنیا کے ہر گوشے میں ان کو شکوک وشبہات کی نظر سے دیکھا جارہاہے، گویا کہ عالمی امت عالمی پیمانے پر مجروح ومقہور اور مظلوم نظر آرہی ہے، دراصل اللہ تعالی نے جنت کو کانٹوں سے گھیر دیا ہے، اور جہنم کو پھولوں سے، تو جو صحیح الفکر مسلمان ہیں وہ دیکھنے میں کانٹوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں، اوراسی کی دعوت دیتے ہیں، اور حقیقت میں یہ سیدھا راستہ ہوتا ہے،تو دنیا کی چمک دمک اور یہاں کی چکا چوند کرنیوالی چیزوں کو دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ کانٹوں پر چلنے والے بیوقوف ہیں۔

اهل دنیا کی نظر میں غلط باتیں اچھی سمجھی جاتی هیں:

ان کی نظر میں عریانیت، بے حیائی، بے شرمی، بے پردگی، بے ایمانی، بے غیرتی، ظلم وزیادتی، دوسروں کی حق تلفی، بے راہ روی، کردار وگفتار کی آزادی، اللہ کے حکموں کی پامالی، حضور کی تعلیمات کا مذاق، شریف لوگوں کی چال کا استہزا، غرضیکہ وہ تمام چیزیں جن کا تعلق بے دینی سے ہے، یہ تمام باتیں ان کے نزدیک کمال، عزت اور ترقی کی سمجھی جاتی ہیں، دینی باتیں اور دینی شعائر کا احترام ان کے نزدیک قدامت پرستی، دقیانوسیت اور فرسودہ سوچ سمجھی جاتی ہے، اس لئے مسلمانوں کو جذبات سے احتراز کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا خیال کرتے ہوئے، وہ کام کرنے چاہئیں جن سے اللہ راضی ہو، اللہ کا رسول راضی ہو، اور وہ کام جو اسلام کے سوفی صد مطابق ہوں، اوراحساس کہتری کو دل سے نکالنا چاہئے اور ظاہر میں جو کانٹوں کا راستہ ہے، اس پر چل کر منزل تک پہنچنا چاہئے، دنیا کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے، اس لئے یہاں وہ چند باتیں لکھی جاتی ہیں، جو مسلمانوں کو کرنی چاہئیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاهئے :

مسلمانوں کو عقیدے میں پختگی کرنی چاہئے، یعنی اللہ کو خالق ومالک اور دنیا کے نظام کا چلانے والا مدبر سمجھنا چاہئے، اوراس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری پیغمبر، آخری رسول ماننا چاہئے، اور اپنی زندگی کو حضور کے اسوہ کے مطابق گزارنا چاہئے، اب اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ ہونے کا یا آسمان میں اڑنے کا اور سمندر میں تیرنے کا دعوی کرے، اوراس کی زندگی حضور کے قول وفعل سے ٹکراتی ہو تو وہ اپنی بات میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، وہ فریب کاری کررہاہے، یا اس کو خود دھوکہ ہورہاہے، فرائض کی پابندی کرے، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج یہ اسلامی ارکان ہیں، ان کی ادائیگی کرے، اوراپنی زندگی کو ظاہری

اعتبار سے بھی اور باطنی اعتبار سے بھی اسلامی بنائے، پھر اپنے اخلاق وکردار کا اچھا مظاہرہ کرے، لوگوں کے ساتھ معاملات میں اچھا رویہ اختیار کرے، اچھے اخلاق سے پیش آئے، بدکلامی نہ کرے، گالی گلوچ نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، دغا نہ کرے، چوری نہ کرے، بدنگاہی نہ کرے، بدکرداری نہ کرے، دوسرے کی عزت و احترام کرے، تجارت اور لین دین میں دھوکہ نہ کرے، وعدہ کو وفا کرے، امانت میں خیانت نہ کرے، فسق وفجور نہ کرے، بلکہ لوگوں سے طیب خاطر سے ملے، محبت سے پیش آئے، پاک باز رہے، گفتار وکردار کا غازی بنے، اپنے قول وفعل سے دوسروں کو متأثر کرے، تاکہ اچھا پیغام جائے، بدگمانی سے، غیبت سے، چغل خوری سے، بہتان سے، عیب جوئی سے احتراز کرے، یہ تمام وہ امور ہیں جن سے آدمی کو ہر وقت معاشرے میں واسطہ پڑتا ہے، اورجن کی اچھائی اور برائی کا اثر سماج پر پڑتا ہے، اس اعتبار سے وہ باتیں جن سے بچنا ضروری ہے اوروہ باتیں جن کا اختیار کرنا ضروری ہے، ان کو سمجھنا چاہئے، اورایک اچھی اور مثالی زندگی گزارنا چاہئے۔

جن باتوں سے قوموں کی شناخت ہوتی ہے:

کچھ امور ایسے ہیں جن کا اثر عالمی طور پر پڑتا ہے، اورکسی قوم کے اچھے برے ہونے کا فیصلہ لوگ ان سے کرتے ہیں، ایسے امور میں مثلاً ایک تو یہ بات ہے کہ یہ مسلمان متحد نہیں ہیں، نہ فکری اعتبار سے متحد ہیں نہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں ایک ہیں، جب کہ یہ شریعت میں عین مطلوب ہے، سب کی الگ الگ ٹولیاں ہیں، کسی نے کسی کو اپنا خدا سمجھا ہوا ہے، کسی نے کسی دوسرے کو اپنا ملجا وماوی بنایا ہوا ہے، اورکوئی کہیں پناہ لئے ہوئے ہے، اور کوئی کسی طاقت سے جڑا ہوا ہے، اوروہ یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ میرا مکان محفوظ، میرے بچے محفوظ، میرا خاندان محفوظ، اس لئے مجھے کیا پڑی ہے، کہ کسی سے لڑائی لوں، تو اس اعتبار سے بھی مسلمانوں کو سوچنا ہے، کہ ہم متحد ہو جائیں، کیونکہ ملت کفران کے خلاف متحد اور برسر پیکار ہے، اس لئے متحد ہونے کی تدابیر کی جائیں، اگر چہ دشمن نے تانے بانے کچھ اس طرح بن رکھے ہیں، اورمسلمانوں کو کچھ اس طرح ''لَعُوبَةُ الْاَطْفَالِ'' بچوں کا کھلونا بنا رکھا ہے کہ اتحاد کی بات ایک خواب وخیال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی، مگر مسلمانوں کو مایوسی سے منع کیا گیا ہے، پھر مسلمانوں کو اپنے اخلاق وکردار سے دوسری قوموں پر اثر ڈالنا چاہئے، اپنی ایمانداری کا، بزنس میں سچائی کا، وعدہ وفائی کا، کردار ومعاملے کی صفائی کا وطیرہ اپنانا چاہئے کہ آدمی دور سے ہی دیکھ کر کہے کہ یہ مسلمان ہے، اس میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف مطلوب ومقصود ہے کہ مسلمان کو جتنا اللہ کا خوف ہوگا، جتنا وہ اللہ کا لحاظ کرے گا، تو اللہ تعالی اس کو علامت اورنشانی کے طور پر لوگوں کی نظروں میں چڑھا دے گا، اوروہ دور سے ہی دیکھ کر کہیں گے، کہ دیکھئے آدمی ہو تو ایسا ہو، جیسا وہ فلاں مسلمان ہے: ''يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَاناً'' (۱) اے ایمان والو! اگر اللہ کا لحاظ کروگے تو اللہ تعالی تمہیں (بطور علامت) کے فرقان بنادے گا۔

ظلم الله کو پسند نہیں ہے:

ساری مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھے، کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے، کسی کا ناحق قتل نہ کرے، کسی کی جان کو خطرہ میں نہ ڈالے، اللہ کی مخلوق پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرے، اگر وہ حاکم ہے تو اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرے، اورایک حاکم دوسرے حاکم کا لحاظ کرے، اس کی حکومت اور مال دولت کو ہڑپنے کی کوشش نہ کرے، اورایک دوسرے کی رعایا اوراس کے ملک کو چھیننے کی کوشش نہ کرے، غیر مسلموں، ذمیوں پر بھی یہاں تک کہ

قیدیوں پر بھی ظلم نہ کرے، البتہ جہاں اللہ کے حدود پامال ہو رہے ہوں، وہاں اللہ کا جو حکم ہو اس کو ملحوظ رکھے، اور اللہ و رسول کی اطاعت کے بعد آپسی رسہ کشی، چپقلش، رنجش کو پنپنے نہ دیں، نہیں تو پھر مسلمان پھسل جائے گا، اور ہوائیں کھسک جائیں گی: ''وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَاتَنَازَعُوْا، فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ، وَاصْبِرُوْاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ'' (۲) اور حق بات پر ڈٹا رہنا چاہئے، اس لئے کہ اللہ کی مدد حق کیساتھ جمے رہنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے، غرضیکہ عالمی طور پر بھی ان کو ایک مثالی زندگی، مثالی حکومت، مثالی سفارت، مثالی دعوت، اور مثالی پیغام پیش کرنا چاہئے اور دنیا میں جو بقلم خود امن کے ٹھیکیدار، انسانیت کے ٹھیکیدار، حقوق انسانی کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں، ان کو واگزار کرنا چاہئے کہ صحیح امن کہاں ہے، صحیح سکون کہاں ہے، انسانیت کی حفاظت کا سبق کہاں ہے، انسانی حقوق کی حفاظت کے صحیح گر کہاں ہیں، یہ سب دلائل سے اور علم سے عملاً پیش کرنے چاہئیں۔

مسلمان ایک سرکاری پیغام رساں کی حیثیت رکھتا ہے:

دراصل یہ دنیا مجموعہ ہے شر اور خیر کا، اچھے اور برے کا، اور مسلمان اس میں ایک سفیر، ایک داعی اور پیغام رساں کی سرکاری حیثیت رکھتا ہے، اس لئے کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے، جس میں جب جب بھی مسلمانوں نے غفلت برتی ہے، اور اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کی ہے، تو دنیا میں، بداخلاقی کی، بدکرداری کی، ظلم وزیادتی کی سنامی لہریں آئی ہیں، جن سے صرف قوموں کو ہی نہیں بلکہ ملکوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، تو مسلمان اپنے مقام و مرتبے کو پہنچانیں، اللہ نے ان پر کیا ذمہ داری عائد کی تھی، اس کو سمجھیں اور اپنے فرائض منصبی سے غفلت نہ برتیں، کہ مسلمانوں کی ذرا سی غفلت بڑے فتنے کا پیش خیمہ بن جاتی ہے، مسلمانوں کو اللہ تعالی نے خیر امت کے لقب سے ملقب فرمایا تھا، اور لوگوں کے نفع رسانی کے لئے اور بھلائی کے لئے اور اللہ کی زمین پر امن وامان قائم کرنے کے لئے اور اللہ کے نام کا بول بالا کرنے کے لئے برپا کیا تھا، اور مسلمانوں کی اصل ذمہ داری یہ لگائی گئی تھی کہ تمام لوگوں کو، تمام قوموں کو اچھائیوں کی تعلیم دینی ہے، اور دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کرنا ہے، اور یہ سب کام اللہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ کرنے ہیں، اللہ تعالی سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہونا ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ:

مسلمانوں کے لئے یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے، اس پہلو پر بھی غور کریں کہ جب اللہ نے ان کو قائد بنایا تھا، سیادت کی صلاحیت ان میں رکھی تھی، اور دنیا کی ساری چمک دمک کا وجود ہی ان کے دم سے ہے، پھر کیا بات ہے کہ وہ عالمی پیغمبر کی عالمی امت ہوکر کیوں عالمی طور پر مظلوم ومقہور ہے، اس پہلو کی طرف بھی دھیان دینا ہے اور صرف دھیان ہی نہیں بلکہ مظلومیت کے اس کٹہرے سے نکلنے کے سجھاؤ کرنے ہیں اور عملاً اس کی کوشش کرنی ہے اور پوری انسانی برادری کو انسانیت کا، ہمدردی کا، غمگساری کا، بھائی چارگی کا پیغام دینا ہے، اور پیغام ہی نہیں بلکہ عملاً کرکے دکھانا ہے، اور یہ دیکھنا ہے کہ کہیں آسمانی تعلیمات وہدایات سے تو ہمارا رشتہ منقطع نہیں ہوگیا جس کی وجہ سے مسلمانوں پر شامت آ رہی ہے۔

مسلمانوں کی عظمت رفتہ واپس آسکتی ہے:

اس تحریر کے تناظر میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اپنے تئیں، ملت کے تئیں اور پوری انسانی برادری کے تئیں ان کے کیا خیالات وجذبات اور کیا افکار ونظریات ہونے چاہئیں، اور کس

طرح انسانیت کوانسانیت کا پیغام دینا چاہیئے، اللہ تعالی مسلمانوں کوان کا بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بلکہ بھولا ہوا سبق یاد دلا دے،اور پھر افق سے کوئی ایسی روشن صبح ان کے لئے منور کر دے،جس سے پوری انسانیت میں تازگی آجائے،نورانیت آجائے،اور بیداری آجائے،جس سے وہ پیدا کرنے والے خالق سے مل جائے اور سدا کی آگ سے بچ کر ہمیشہ ہمیش کی جنت میں جانے کا مستحق ہوجائے، اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ واپس آجائے،اوران کی حیثیت عرفی اوران کا مقام ان کومل جائے اور پوری زمین پر اللہ کے کلمہ کے گویا پیدا ہو جائیں اور پورے عالم میں قرآن وسنت کی ہوائیں چل جائیں، اور ہر طرف سے صدائے ''لا الہ الا اللہ'' آنے لگے، جس دن ایسا ہوگا،وہ بڑی کامیابی ہوگی، اور اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

......بقیہ صفحہ ۳۱ کا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کن صفات کے حاملین کو آپ نے فرمایا: جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر اور جو تجھ سے رشتہ توڑے تو اس سے جوڑ لے، صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ اگر میں یہ کام کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ سے حساب آسان لیا جائے گا اور تجھے اللہ تعالی اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

......بقیہ صفحہ ۴۴ کا

تا کہ اس عیب سے حکمت عملی سے اجتناب کرایا جاسکے اور اگر کوئی بیماری لاحق ہے تو بھی مطلع فرمائیں۔

☆اکیڈمی میں بچہ کو موبائل فون رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆ہفتہ میں یا اشد ضرورت کے وقت اکیڈمی از خود اہل خانہ سے رابطہ کرانے کا انتظام کرے گی۔

☆بچہ سے ملاقات کے لیے آنے والے وارثین اپنی آمد کی اطلاع قبل از وقت دیں تا کہ انتظامیہ کو سہولت ہو سکے۔

نظام الاوقات:

☆علی الصبح فجر کی اذان کے وقت سے ۱۵ منٹ قبل بچہ کو اٹھایا جائے گا ضروریات وضو سے فراغت کے بعد اذان سے نماز فجر تک قرآن پاک کی تلاوت ودور ہوگا۔

☆نماز فجر کے بعد سورہ یسین شریف کی تلاوت کے بعد قرآن پاک کی تلاوت ودور پون گھنٹہ،اس کے بعد غسل وفریش ہونے اور ناشتہ کے لئے پون گھنٹہ۔

☆۱۵ منٹ دعا وورزش۔☆بعدہ دو گھنٹے عصری تعلیم۔

☆۱۵ منٹ وقفہ۔☆پھر دو گھنٹے عصری تعلیم۔

☆پھر دوپہر کا کھانا وآرام ظہر کی اذان تک

☆پھر نماز ظہر اور نماز ظہر کے بعد دو گھنٹے عصر کی اذان تک عربی تعلیم اور دینیات سے متعلق ضروری مسائل وتربیتی امور

☆نماز عصر کے بعد اساتذہ کی نگرانی میں کھیل وورزش اور تفریح۔

☆بعد نماز مغرب قرآن پاک کی تلاوت وسیلف اسٹیڈی (اختیاری مطالعہ) عصری تعلیم اذان عشا تک۔

☆عشا کی اذان کے بعد رات کا کھانا اور نماز عشا۔

☆نماز عشا کے بعد قرآن پاک کا دور پون گھنٹہ اس کے بعد سیلف اسٹیڈی عصری تعلیم آدھا گھنٹہ یا پون گھنٹہ،اس کے بعد سونا۔

نوٹ:۔موسم کی نزاکت وبچوں کی سہولت اور حالات کے پیش نظر نظام الاوقات میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

Contact:8685884573/9050089260

جائزہ

بنیادی نیکیاں

از: ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

چند روز پہلے میں لیٹا ہوا سوچ رہا تھا کہ ہم مدرسوں کے فارغین کرتہ، پائجامہ، ٹوپی اور عمامہ پہنتے ہیں، بات بات پر سبحان اللہ، الحمدللہ، إن شاءاللہ وغیرہ کہتے رہتے ہیں، اور خود کو نیک سمجھتے ہیں، جبکہ دوسری طرف ہم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے، تنہائیوں میں خدا سے نہیں ڈرتے، معاملات میں حرام سے نہیں بچتے، جھوٹ بولتے ہیں، غیبت کرتے ہیں، چغل خوری کرتے ہیں، حسد کرتے ہیں، کینہ رکھتے ہیں، پڑوسیوں، دیگر مسلمانوں اور عام انسانوں کو تکلیف پہنچاتے رہتے ہیں، کیا ان خرابیوں کے ساتھ بھی کوئی نیک ہوسکتا ہے؟ ذہن میں آیا کہ اللہ کی کتاب اور اس کے پاکیزہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع کیا جائے، ان دونوں اصلوں پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم نیکیوں کے اصول وفروع دونوں سے بمراحل دور ہیں، ہمارے پاس دکھاوے کی دینداری ہے، حقیقی دینداری کو ہم نے نہ سمجھا ہے، اور نہ ان کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم ساٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں، قبروں میں پاؤں لٹکا لیتے ہیں، اور بڑے بڑے گناہوں سے نہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ ان کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

نیکیوں کے اصول وفروع کی تشریح کافی تفصیل طلب ہے، اس لئے دوبارہ ان نیکیوں پر غور کرنا شروع کیا جو بنیادی نیکیاں (أصول الأصول) ہیں، اور جنہیں اختیار کرنے سے دوسرے اصول وفروع آسانی سے حاصل ہوسکتے ہیں، اس مطالعہ کی رو سے واضح ہوا کہ بنیادی نیکیاں چار ہیں، اور سب سے پہلے ہمیں ان چاروں کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے، اور پھر تا آخر دم زندگی ان پر قائم رہنا چاہئے، انہیں سے دوسری بڑی اور چھوٹی نیکیاں جنم لیں گی، ان چاروں کے حصول کے بغیر کوئی شخص نیک نہیں، صرف اس نے نیکی کا میک اپ کر لیا ہے، وہ چاروں نیکیاں درج ذیل ہیں: (۱) شکرگزاری، ہم نعمتوں اور احسانات کو سمجھنے کی کوشش کریں، جب بھی کوئی احسان کرے خواہ کتنا چھوٹا ہو اس کی قدر کریں، اس کا بدلہ دینے کی کوشش کریں، اور اگر بدلہ نہ دے سکیں، تو کم از کم دل اور زبان سے شکریہ ادا کریں، ظاہر ہے ہمارا سب سے بڑا منعم ہمارا پروردگار ہے، بار بار اس کی نعمتوں کا استحضار کریں، زندگی کی نعمت، صحت کی نعمت، مال کی نعمت، عافیت وسلامتی کی نعمت، رشتوں اور تعلقات کی نعمت، ایمان کی نعمت، عبادت کی نعمت، علم کی نعمت، قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی نعمت، ان نعمتوں اور ان کی تفصیلات پر ہمہ وقت غور کریں، پھر سوچیں کہ کس طرح بغیر کسی استحقاق کے اللہ تعالی نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں، نعمتوں پر ہم غور کریں گے تو کسی ایک نعمت کے تمام اجزاء اور تفصیلات کا استقصاء نہیں کرسکیں گے، "وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها"۔

2- تقوی: جس خدا نے ہمیں نعمتیں دی ہیں وہ انہیں چھین بھی سکتا ہے، اور ناشکری پر سزا بھی دے سکتا ہے، اس لئے اس کا مراقبہ کریں، اس کا ڈر اپنے دلوں میں بیٹھا لیں، یہ ڈر دلوں کی صحت کی ضمانت ہے، جب یہ ڈر پیدا ہوگا تو انسان خدا کی عبادت کرے گا اور اس کی اطاعت کرے گا، اور اس کی نافرمانی سے بچے گا، سو یہ چار چیزیں بیان ہوئیں: (۱) مراقبہ، ۲- خوف، ۳- اطاعت، ۴- اور احتراز عن المعاصی، ان چاروں کے مجموعہ کو تقوی کہا جاتا ہے، تقوی پیدا ہونے کی جگہ دل ہے، نہ کہ ٹوپی، کرتہ اور پائجامہ، اور نہ ہاتھ اور زبان کی

تسبیح، نہ تقریر اور تحریر، نہ تدریس اور افتاء، اور نہ کسی شیخ سے بیعت ہونا یا کسی مرشد کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوجانا۔

3-حسن سلوک: خدا کے شکر اور تقوی کا لازمی تقاضا ہے کہ انسان اس کے بندوں (والدین، اولاد، شوہر/ بیوی، اعزہ واقارب، اساتذہ وطلبہ، دوست اور ساتھی اور دوسرے تمام لوگوں) کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان کی مدد کرے، ان کے عیوب پر پردہ ڈالے، اور ان کی ایذارسانی سے بچے، نہ کسی کو دھوکہ دے، نہ جھوٹ بولے، نہ غیبت کرے، نہ چغل خوری کرے، نہ حسد کرے اور نہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے، بلکہ آگے بڑھکر دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے، یہ حسن سلوک کسی مسلک، مشرب، جماعت اور خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ یہ سارے مسلمانوں کو شامل ہے، بلکہ عام حالات میں تمام انسان اس حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

4-صبر: یعنی ان ساری باتوں پر اچھی طرح جمیں، اور ثابت قدم رہیں، خواہ ایسا کرنے میں ہمارا جانی اور مالی نقصان کیوں نہ ہو، وہ لوگ جن کے ساتھ ہم حسن سلوک کرتے ہیں اگر ان کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے تو انہیں معاف کردیں، ان کی غیبت نہ کریں اور نہ ان سے کوئی بدلہ لیں، البتہ اگر ان کا شر متعدی ہو تو کسی خدا ترس عالم سے مشورہ کرکے اس شر کو روکیں، لذت اندوزی کے لئے کسی کو جواب نہ دیں۔

جب ہم ان اصول کو اختیار کرنے کی کوشش کریں گے تو شیطان ہمیں بار بار شکست دینے کی کوشش کرے گا، ہمت نہ ہاریں، توبہ کرتے رہیں، اللہ سے مدد مانگتے رہیں، ان شاءاللہ ان صفات کو حاصل کرلیں گے، اور ان کے ذریعہ دوسری نیکیاں بھی آسان ہوجائیں گی، اور اگر بالفرض استقامت نصیب نہ ہو تو گھبرائیں نہیں، کیونکہ اصل چیز اخلاص اور صدق دل سے کوشش کرنا ہے، "والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا"۔

اللہ تعالی ہم سب کے گناہ معاف کرے، اور ہمیں نیک بنائے۔ آمین

ڈیسینٹ انڈین پیرامیڈیکل کالج

Decent Indian Paramedical College

is the finest institute in Saharanpur Distt. Its is established in 2021.To BE Affiliated To B.T.E Lucknow and Approved by P.C.I. & N.S.D.C. Delhi and UGC Approved Universities.
Muzaffarabad,Saharnpur, (U.P)247129

f.bmp not found.

Contact:8445531058
Number:9719831058

دعوت اصلاح

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری

یہ بیان ۱۷رجون ۲۰۰۹ء بروز بدھ بعد نماز مغرب مرکز کی جامع مسجد میں نوجوانوں کے ایک مجمع میں ہوا تھا، قارئین کے فائدے کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

محمد مسعود عزیزی ندوی

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک:

میرے دوستو! آج کا موضوع اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ ہم سب لوگ نوجوان ہیں، ماشاء اللہ سب کے والدین زندہ ہیں، موضوع ہے کہ والدین کے ساتھ یعنی ماں باپ کے ساتھ کیسے رہنا چاہئے، اور اماں ابا کو کیا سمجھنا چاہئے، ان کی کیا اہمیت ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں جہاں اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے، کہ اللہ کی عبادت کرنی چاہئے، اس حکم کے فوراً بعد نہ نماز کا حکم دیا، نہ روزہ کا حکم دیا، نہ زکوۃ کا حکم دیا، نہ حج کا حکم دیا، بلکہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، ارشاد ربانی ہے "وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ" اور تمہارے رب نے فیصلہ کردیا کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا، یہ حکم جاری ہونے کے بعد فوراً دوسرا حکم جو ہوا وہ "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" ہے، کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

ماں باپ کو اف تک نہ کہو:

آگے ارشاد ہے "إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ" اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، جب وہ بوڑھے ہوجاویں، تو تم ان کو اف تک مت کہو "وَلَا تَنْهَرْهُمَا" اور ان کو جھڑکنا بھی مت "وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا" ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا، احترام سے پیش آنا، نرمی سے پیش آنا، نرمی سے گفتگو کرنا "وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ" اپنے آپ کو ان کے سامنے رحمت بن کر جھکا دینا "وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا" (۱) اور دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار، اے میرے اللہ، ان پر رحم کر اور ان پر اس طرح رحم کر جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا اور میری پرورش اور تربیت کی، یہ اللہ تعالی حکم فرمارہے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی اہمیت اور ان کی کیا فضیلت ہے، اور اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں ہم اللہ کے حکم سے آئے، لیکن ذریعہ ہمارے آنے کا کیا بنا، ہمارے والدین بنے، جیسے اللہ تو خالق ہے، پیدا کرنے والا ہے، لیکن اس دنیا میں ہمارے بننے کا، ہمارے آنے کا، ہمارے وجود کا، ہماری زندگی کا ذریعہ کون بنا؟ والدین بنے، یہاں والدین سے بڑھ کر کوئی ہو ہی نہیں سکتا، والدین نہ ہوتے تو ہم کہاں ہوتے، ہم نہ ہوتے، اب ہم کیسے ہی بن جائیں، کوئی بھی مقام حاصل کرلیں، ہماری ناک کتنی ہی اونچی ہو، ہماری پلاننگ کتنی ہی اونچی ہو، ہم کتنے ہی بڑے وزیراعظم بن جاویں، بادشاہ بن جائیں، دنیا کے بڑے سے بڑے انسان بن جائیں، یہاں تک کہ اللہ کا قریب ترین

بندہ بن جائیں، اگر ماں باپ نہ ہوتے، تو ہم کچھ نہیں بن سکتے، اس عظمت کی بنا پر، اس وجہ سے اللہ تعالی نے والدین کا وہ مقام، وہ مرتبہ متعین فرمایا، جس کی نظیر دنیا میں نہیں ہوسکتی، دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے "وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا" (۲) ہم نے انسانوں کو وصیت کی، حکم دیا کہ والدین کے ساتھ اچھائی سے پیش آ ؤ۔

اللہ تعالی کی اطاعت کے بعد والدین کیساتھ اچھا برتاؤ:

ایک جگہ اللہ تعالی نے فرمایا "وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" (۳) یہاں بھی اللہ تعالی فوراً اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد فرما رہے ہیں کہ دیکھو کان کھول کر سن لو، جتنے بھی کائنات کے اندر انسان ہیں، جتنے بھی اس دھرتی پر انسان ہیں، وہ کان کھول کر سن لیں کہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس حکم کے بعد فوراً اللہ دوسرا حکم کیا نافذ فرما رہے ہیں "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً" اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اور اللہ تعالی بنی اسرائیل کا واقعہ بھی نقل کر رہے ہیں "وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً" (۱) کہ ہم نے یہ وعدہ بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا، یہ قول وقرار ہم نے بنی اسرائیل سے بھی لیا تھا، یہ بات ہم نے بنی اسرائیل سے بھی کہی تھی کہ دیکھو ہماری عبادت کرنا، اللہ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت نہ کرنا، اور فوراً اس حکم کو نافذ کرنے کے بعد ہم نے ان کے لیے بھی یہی آرڈر جاری کیا تھا، ان کے لیے بھی یہی فرمان جاری کیا تھا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھائی سے نرمی سے پیش آنا۔

ہمارے وجود کا ذریعہ ہمارے والدین ہیں:

بلاشبہ ہمارے وجود کا، ہماری پیدائش کا، والدین ہی ذریعہ ہیں، جو پہلی آیت ہم نے سنائی تھی "وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ"، بعض مفسرین نے قرآن کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ دنیا کے اندر جتنے بھی انسان ہیں، جتنے بھی لوگ ہیں، وہ لوگ ترقی کرتے ہیں، وہ کوئی بڑا مقام حاصل کرتے ہیں، کوئی بڑا مرتبہ حاصل کرتے ہیں، دنیا کے اندر یا دین کے اندر، تو سب کو حسد ہوسکتا ہے، دوستوں کو بھی حسد ہوسکتا ہے، رشتہ دار کو بھی حسد ہوسکتا ہے، محلّہ والے کو بھی حسد ہوسکتا ہے، استاذ کو بھی حسد ہوسکتا ہے، شیخ کو بھی حسد ہوسکتا ہے۔

اپنے نور چشم سے کسی کو حسد نہیں ہوتا:

انہوں نے لکھا ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے کبھی بھی حسد نہیں ہوسکتا، آپ کتنی بھی ترقی کریں، مگر آپ کے والدین خوش ہوں گے، اور مزید آپ کے لیے دعائیں کریں گے، میرا بیٹا اور ترقی کرے، آپ کو دیکھ کر سب جلیں گے، مگر ماں باپ نہیں جل سکتے، آپ لاکھ ان کو تکلیف پہنچاتے ہوں، لاکھ ان کی نافرمانی کرتے ہوں، مگر والدین دوسروں کے پاس بیٹھ کر آپ کی تعریف ہی کریں گے، آپ کے عیوب چھپائیں گے کہ میرا بیٹا تو ایسا ہے، سب کو اللہ ایسا بیٹا دے، ہمارا بیٹا ایسا ہے کہ کسی کو گالی نہیں دیتا ہے، ہمارا بیٹا تو محلّہ میں کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، ایسا بچہ اللہ سب کو دے جیسا ہمارا بچہ ہے، یہ کیا ہے، یہ انسان کے دل کے اندر اپنے بچے کی جو محبت ہے، جو اپنے بچے سے تعلق ہے، یہ اس کا اظہار ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے اس اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے، اپنی عبادت کے حکم کے

بعد فوراً یہ حکم نافذ فرمایا۔

والدین اگر خوش ھیں تو اللہ بھی خوش ھے :

اور جو اس بات کو سمجھتے ہیں ان کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث کے اندر فرمایا کہ ”رِضَـی الـرَّبِّ تَبَـارَكَ وَتَـعَـالَـى فِيُ رِضَى الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَـعَـالَـى فِيُ سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ“ (۱) کہ اللہ تعالی کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ تبارک وتعالی کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے، اگر والدین خوش ، اللہ بھی خوش ، اگر والدین ناراض تو اللہ بھی ناراض ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں، اس سلسلہ میں کسی کی کوئی رعایت نہیں۔

ماں کے قدموں کے نیچے جنت اور باپ جنت کا دروازہ ھے :

ایک جگہ فرمایا گیا کہ باپ جنت کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اسی لیے جو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اور ماں باپ کی بات کو مانتے ہیں، اللہ تبارک وتعالی ان کے ساتھ، بڑی نوازشوں کا، اور بڑی برکتوں کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی رضا تو والدین کیساتھ حسن سلوک کرنے میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کے ساتھ ناراضگی کا معاملہ کرنے میں ہے، جو آدمی اللہ تعالی کے ساتھ ناراضگی والا معاملہ کرتا ہے، وہ کامیاب اور فلاح یاب کیسے ہوسکتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی زندگی میں بھی برکت ہو، اس کی زندگی بھی زیادہ ہو اور اس کو مال ودولت بھی زیادہ ملے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کرے، اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے، اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا کردار اختیار کرے، اور اچھے انداز میں پیش آوے، ان کی عزت کرے، ان کا احترام کرے، ان کی بات کو مانے، اللہ تعالی اس دنیا کے اندر اس کو عمر بھی زیادہ دیں گے، اور مال ودولت بھی بہت زیادہ عطا فرماویں گے۔

ماں باپ کی اطاعت سے مال میں برکت:

اس لیے جو لوگ اپنے والدین کی اطاعت کرتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کے مال میں خوب برکت عطا فرماتا ہے، آپ کسی بھی مالدار کو دیکھئے، اس بات پر باریکی سے غور کیجئے کہ ضرور بالضرور اس کے اندر یہ بات پائی جائے گی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے، اگر اس کے برخلاف کوئی معاملہ ہوتا ہے کہ کوئی ماں باپ کا انتہائی نافرمان ہے، اور اس کے پاس مال ودولت ہے، تو وہ زیادہ دن ٹکنے والا نہیں ہے، اگر کہیں آپ کو اس کے خلاف ملے تو سمجھئے کہ وہ زیادہ دن ٹکنے والا نہیں ہے، زیادہ دن ٹھہرنے والا نہیں، وہ ضرور بالضرور جلدی ختم ہوجائے گا، والدین کے ساتھ جتنا اچھا معاملہ ہوگا، اتنا ہی آپ کو فائدہ ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ ”اے لوگو! کان کھول کر سن لو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرو“ اس لئے کہ جب تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھے انداز سے پیش آؤگے، آگے تمہاری جو اولاد ہے، وہ تمہارے ساتھ اچھائی سے پیش آئے گی، جیسا کروگے ویسا پاؤگے۔

پاک دامن بھی رھو :

جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات ذہن میں آگئی، وہ بھی آپ کو بتلادوں کہ آپ لوگ پاک دامن بھی رہو، کسی کی بیٹی کی طرف غلط نگاہ سے مت دیکھو، پھر کیا ہوگا تمہاری عورتیں بھی،

تمہاری مائیں بہنیں بھی، تمہاری بیوی بچیاں بھی پاک دامن رہیں گی، اگر آپ سوچیں کہ ہم دوسروں پر نظر اٹھا کر دیکھتے رہیں، اور ہمارے گھر کی عورتیں محفوظ رہیں، تو ہو ہی نہیں سکتا، اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آیا اس کو سنادوں کہ کسی نے کسی کی بیٹی یا بہن کو چھیڑا یا ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا، یہ اس کی جوانی کی بات ہے، اسکے بعد وہ آدمی بڑا ہوجاتا ہے، اس کی شادی ہوجاتی ہے، اس کے بعد اس کے بچے ہوجاتے ہیں، لڑکیاں ہوجاتی ہیں، اور اس نے جس کو چھیڑا تھا، اس کی بھی شادی ہوجاتی ہے اور اس کی اولاد بھی بڑی ہوجاتی ہے، پھر کہیں اس لڑکی کے لڑکے کو موقع ملتا ہے، تو وہ اس کی بیٹی کو چھیڑتا ہے، جس کے باپ نے اس کی ماں کو چھیڑا تھا، وہ واقعہ اس نے جوانی میں کیا ہوگا، وہ بھی بڑی ہوجاتی ہے، اس کے بھی اولاد ہوجاتی ہے، اب اس کی اولاد اس کی بیٹی کو چھیڑتی ہے، ہم میں سے کوئی سوچے کہ میں دوسروں کی بیٹی پر نگاہ رکھوں اور میرے گھر میں میری بہن یا میری بیٹی یا ماں محفوظ رہے، ہو نہیں سکتا، اگر دوسروں پر نظر اٹھاؤ گے، تو کوئی تمہارے گھر پر تمہاری عورتوں پر بھی نظر رکھے گا، اگر ہم دوسروں کو جھانک جھانک کر دیکھیں گے اور اپنے گھر کے اندر پردہ کریں، ہو ہی نہیں سکتا، ممکن ہی نہیں، اگر تمہیں اپنے گھر کی حفاظت کرنی ہے تو دوسروں کی بیٹیوں کو دیکھنا بند کردو، یہ واقعہ اس بات کے ذیل میں آگیا کہ جیسا کروگے ویسا پاؤگے، ورنہ دراصل بات تو یہ چل رہی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ ماں باپ کے ساتھ اچھائی کے ساتھ پیش آؤ تو تمہارے ساتھ میں تمہارے بیٹے، تمہاری اولاد اچھے انداز میں پیش آئے گی، اگر اس کے برخلاف کروگے، تو پھر کیا ہوگا، وہ ہوگا جو دنیا میں ہوتا آیا ہے، اگر کسی نے اپنے ماں باپ کو تکلیف پہنچائی، جب یہ باپ بنے گا، تو اس کی اولاد اس کو تکلیف پہنچائے گی۔

اللہ کی یہ سنت ہے :

ایک پرانا واقعہ بتادوں کہ ایک بڑے امام گزرے ہیں، انہوں نے ایک واقعہ نقل کیا ہے، کہ ایک دیہاتی آدمی نکلا کہ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں اپنے ماں باپ کا سب سے بڑا نافرمان کون ہے، اس نے دیکھا کہ بارہ بج رہے ہیں، دوپہر کے وقت سخت دھوپ ہے، ایک بوڑھا آدمی اس کے گلے میں موٹی سی رسی ہے، پیچھے اس کے ایک نوجوان ہے اور ہاتھ میں کوڑا لے رکھا ہے، وہ مارتا ہے اس کو اور کہتا ہے جلدی نکال پانی، بیل کا کام اس سے لے رہا تھا، اب جو یہ آدمی نکلا تھا، اس نے پوچھا بھائی یہ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ میرا باپ ہے، تو اس نے کہا نالائق تو کیسا انسان ہے، تو اپنے باپ کے ساتھ ایسا کام کررہا ہے، اس نے کہا خاموش رہیئے، مجھے نصیحت کرنے آیا ہے، بڑا ملاجی بن کر مجھ کو مسئلہ بتارہا ہے، تجھ کو معلوم نہیں اس نے اپنی جوانی میں اپنے باپ کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے، اور سن اس کے باپ نے میرے دادا کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا، چل چل اپنا راستہ لے، اور آپ دور نہ جایئے، مجھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے بارے میں معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو مارا تھا، یا برا بھلا کہا تھا، آگے ان کے نوجوان لڑکے ان کے ساتھ ایسا کرچکے، آپ لوگ بھی جانتے ہوں گے، مجھے پتہ ہے اپنے گاؤں کے بارے میں، کئی لوگوں کا ایسا واقعہ ہے، چونکہ یہ اللہ کی سنت ہے، جیسا بوؤگے ویسا ہی کاٹوگے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی :

ایک واقعہ اور آپ کو بتادوں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ

کو باندھا، وہ بوڑھا تھا، اس کو رسی میں باندھا اور دریا کے کنارے ایک جگہ پر اس کو پانی میں ڈالنے لگا، جب وہ ڈالنے لگا تو وہ کہنے لگا بیٹا یہاں نہ ڈال، ذرا ادھر کو ڈالنا، کیوں کہ میں نے خود اپنے باپ کو یہاں ڈالا تھا، یہ اللہ کی سنت ہے، دیکھو میرے عزیزو! چونکہ خود آپ لوگ ابھی نوجوان ہیں، شاید سمجھ میں نہ آوے، مگر یاد رکھو، اس بات کی گرہ باندھ لو، اگر ماں باپ کا احترام کرو گے، ماں باپ کی عزت کرو گے، ماں باپ کی قدردانی کرو گے تو آگے تمہاری پیدا ہونے والی نسل تمہاری عزت کرے گی، تمہارے ساتھ میں احترام کا معاملہ کرے گی اور تمہارے ساتھ میں اچھا سلوک کرے گی۔

ماں باپ کی نافرمانی کی سزا دنیاهی میں ملے گی:

اگر والدین کی نافرمانی کی جاوے، تو دنیا میں اس کا انجام برا ہونے لگتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں انسان جتنے بھی گناہ کرتا ہے، سب کی سزا مرنے کے بعد قیامت کے دن ملے گی، کوئی گناہ کرے، آدمی کتنا بھی بڑا گناہ کرے دنیا کے اندر، اس کی سزا اللہ نے کب کے لیے رکھی ہے؟ قیامت کے دن کے لیے، جب حساب کتاب ہوگا، تو وہاں پر اس کا فیصلہ ہونا ہے، وہاں پر سب کو اپنی کرتوت کا بدلہ ملے گا، لیکن کان کھول کر سن لیجئے، جس نے والدین کے ساتھ نافرمانی کا معاملہ کیا، اللہ اس کو سزا نقد دے گا، دنیا کے اندر ہی دے گا، نماز نہیں پڑھی، زکوۃ نہیں دی، حج نہیں کیا، زنا کیا، چوری کی، جتنے بھی گناہ کئے، سب کی سزا اللہ نے وہاں کے لیے رکھی ہے، وہیں ملے گی؛ لیکن اگر کسی نے ماں باپ کے ساتھ نافرمانی کا معاملہ کیا، ماں باپ کو ستایا، ماں باپ پر ظلم کیا تو مرنے سے پہلے پہلے اس دنیا کے اندر اس کو سزا ملے گی۔

ماں کی نافرمانی کی وجه سے کلمه طیبه کا زبان سے نه نکلنا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ایک بات آپ کو سنادوں، ایک صحابی نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کا انتقال ہونے لگا تو ان سے کلمہ نہیں پڑھا جارہا ہے، خیر کے زمانہ کی بات بتلارہا ہوں، خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، اس زمانہ کی بات بتلارہا ہوں، موت کے وقت لوگ ان کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، مگر وہ کہہ رہے، کلمہ نہیں پڑھا جارہا ہے، کچھ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آدمی کا انتقال ہونے جارہا ہے، نزع کی حالت میں ہے، اور اس کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، مگر وہ کلمہ نہیں پڑھ پارہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ نماز پڑھتا ہے، تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ نماز تو پڑھتا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً صحابہ کو لے کر چل دئے، اس کے گھر جا کر پوچھا کہ کلمہ کیوں نہیں پڑھ رہے ہو، تو اس نے کہا یارسول اللہ میں کلمہ نہیں پڑھ سکتا، اتنی بات انہوں نے نزع کی حالت میں کہہ دی، حضور نے پوچھا کہ ان کی والدہ زندہ ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں والدہ زندہ ہیں، ان کی والدہ کو بلایا گیا، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کی یہ حالت ہے اور کلمہ نہیں پڑھ رہا ہے، کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا تھا، اس نے نماز میں کبھی کمی نہیں کی، روزے میں کبھی کمی نہیں کی، عبادت میں کبھی کمی نہیں کی، سب خیر کے کام کرتا تھا، مگر ماں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا تھا، آپ کان کھول کر سن لیں، اگر ماں نصیحت کرے، ماں تو ماں ہے، ابا ابا ہیں، ان کا احترام لازم ہے، خیر القرون کی بات ہے کہ کلمہ ادا نہیں

ہورہا ہے، اور وہ معاف کرنے کے لیے تیار نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ تمہارا بیٹا ہے کیا تم یہ پسند کروگی کہ میں لکڑیاں اکٹھا کراؤں، اور اس میں آگ جلادی جائے، اور تمہارے بیٹے کو اس میں ڈال دیا جائے، اس نے کہا کہ نہیں یہ تو میں ہرگز پسند نہیں کروں گی، حضور نے فرمایا کہ یہ آخرت کی آگ اس سے زیادہ خطرناک ہے اور آخرت کی آگ سے تمہاری سفارش اور معاف کرنے سے بچ سکتا ہے، اس نے کہا بالکل میں معاف کروں گی، مجھ کو اللہ کے سامنے گواہ بناؤ کہ میں نے اس کو معاف کردیا، اس دنیا کی آگ تو براشت نہ کرسکی کہ میرا بچہ اس میں جلے تو جہنم کی آگ میں جلنے کے لیے کیسے تیار ہوسکتی تھی، تو اس نے معاف کردیا، جیسے ہی اس نے معاف کیا فوراً انہوں نے کلمہ ''لا الہ اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھا اور انتقال ہوگیا، اگر والدین کے ساتھ میں نافرمانی کا معاملہ کریں گے، والدین کو ستائیں گے، پھر ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم دنیا میں کامیاب ہوں اور آخرت میں کامیاب ہوں، اس لیے دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالی ہمیں اپنے والدین کے ساتھ احترام کا معاملہ کرنیکی توفیق عطا فرمادے اور ان کے ساتھ اچھی طریقہ سے، محبت کے ساتھ، زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

جہاں اللہ کی نافرمانی ہووہاں بات نہیں ماننی چاہئے:

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ''والدین'' اگر کہیں بیٹا نماز پڑھنے نہ جاؤ، سردی لگ جائے گی، یہ نہ ماننا، بیٹا مسجد میں نہ جاؤ، بیٹا زکوۃ نہ دو، حج پر نہ جاؤ، یہ نہیں ماننا چاہئے "لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ" (۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق کی اطاعت، والدین کی اطاعت ایسی جگہ نہیں کرنی چاہئے، جہاں اللہ کی نافرمانی ہورہی ہو، والدہ کہنے لگے کہ بیٹا مسجد نہ جاؤ، نماز مت پڑھو یہ نہیں ماننی ہے، ایسی جگہ پر ماننی ہے جہاں اللہ کے فریضہ کی خلاف ورزی نہ ہو، مثلاً رمضان کے علاوہ تم روزہ رکھنا چاہتے ہو، اور والدہ منع کردیں کہ بیٹا تم کمزور ہو، روزہ مت رکھو، تو یہاں رک سکتے ہیں، اور اگر رمضان میں کہیں کہ بیٹا روزہ مت رکھو، تو پھر نہیں ماننی ہے، نفل پڑھنا شروع کردو، اگر ماں کہے نہیں بیٹا سردی ہے، وہاں تو مان سکتے ہیں؛ لیکن اگر تم فجر کی نماز پڑھنے جاؤ، تو وہ کہنے لگے کہ بیٹا مسجد میں نہ جاؤ، سردی ہے، تو یہاں نہیں ماننی ہے، جہاں اللہ کے فریضہ کی خلاف ورزی نہیں ہے، جہاں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں ہورہا ہے، جہاں اللہ کے حکم سے ٹکراؤ نہیں ہورہا ہے، وہاں ماننی ہے۔

ہجرت کی اجازت سے انکار:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن سے ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت دے دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے والدین ہیں، انہوں نے کہا کہ میرے والدین موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین سے اجازت لے لی؟ تو کہا نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن جاؤ، پہلے اپنے گھر جاؤ اور والدین سے اجازت لو، اگر والدین اجازت دیں تو ہجرت کرو، اللہ کے راستہ میں نکلو، اگر وہ تم کو اجازت نہیں دیتے ہیں، تو تم ان کی اطاعت کو لازم پکڑو، اطاعت بھی کہاں کرنی ہے، ایسی جگہ پر جہاں اللہ کے حکم سے ٹکراؤ نہ ہورہا ہو، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہورہی ہو، وہاں پر بات ماننی ہے، لیکن اگر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہورہی ہو

تو بات نہیں ماننی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حدود بتلا دیئے کہ کہاں ماننا ہے اور کہاں نہیں ماننا ہے، یہ دیکھو کہ کہیں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہورہی ہے، تب مانو، اور اگر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہورہی ہے، تو پھر نہیں ماننی ہے، اس طریقہ سے جب اللہ تبارک وتعالی کی خلاف ورزی نہیں کریں گے، تو اللہ تعالی کی طرف سے انعامات نازل ہوں گے، اللہ تعالی کی طرف سے برکتیں نازل ہوں گی اور اس کی زندگی بنے گی۔

والدین کی خوشی سے جنت کے دروازے کا کھلنا :

حضرت عبداللہ بن عباس نے ایک روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی کے والدین زندہ ہیں، اور آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، صبح اس حالت میں اٹھتا ہے، کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، تو اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر ایک زندہ ہے والد یا والدہ، اور وہ اس سے خوش ہیں، تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طرح شام کو کیا جاتا ہے، اور اگر اس کی صبح اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہیں تو جہنم کے دونوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر ایک زندہ ہے تو ایک جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طریقہ سے شام کو کیا جاتا ہے، والدین کی برکت سے، والدین کے خوش ہونے سے جنت بھی کھل رہی ہے، صبح کو بھی کھل رہی ہے اور شام کو بھی کھل رہی ہے اور والدین کے ناراض ہونے سے جہنم کا دروازہ کھل رہا ہے، صبح کو بھی کھل رہا ہے، شام کو بھی کھل رہا ہے، یہ ہے والدین کا مقام اور یہ ہے والدین کی عظمت، والدین کا بہت بڑا مقام ہے، اس لیے میرے دوستو! والدین کی عزت کرو، اور والدین کو غنیمت سمجھو۔

میرے لیے جنت کا دروازہ بند ہوگیا :

ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا، والدہ کا جب انتقال ہو گیا تو بہت رورہا تھا، بہت چلا رہا تھا، لوگوں نے اس کو تسلی دی کہ بھائی اس دنیا سے سب کو جانا ہے، سب کو مرنا ہے، اتنا کیوں رورہے ہو، ہم بھی لائن میں لگے ہوئے ہیں، تم بھی لائن میں لگے ہوئے ہو، اب کس کا نمبر پہلے آئے، تو اس نے کہا کہ میں اس لیے نہیں رورہا ہوں کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، میں تو اس لیے رورہا ہوں کہ میرے لیے جنت کا ایک دروازہ بند ہوگیا، چونکہ ماں باپ دونوں تھے، تو دو دروازے کھلتے تھے، اب صرف ایک دروازہ کھلا کرے گا، ماں بھی تھی، ابا بھی تھے، جب وہ خوش ہوتے تھے تو جنت کے دونوں دروازے اس کے لیے کھلتے تھے، اور اب ایک ہی کھلے گا، اور ایک بند ہوگیا، میں اس لیے رورہا ہوں کہ والدہ کے مرنے سے میرے لیے جنت کا ایک دروازہ بند ہوگیا، تو اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے والدین کی زندگی کو غنیمت جانیں، اور پھر انکی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ میں اچھا سلوک کرنا چاہئے، آپ کو یہ بھی بتلاتا چلو کہ ماں باپ کی دعا بچے کے حق میں ایسے قبول ہوتی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے حق میں قبول ہوتی ہے، والدین کا اتنا بڑا مقام ہے، والدین جب تک زندہ ہیں ان کو غنیمت جانا جائے، اور اگر وہ وفات پاجاویں، تو ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، ان کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں، ان کے لیے دعاء مغفرت کرنی چاہئے اور انہوں نے جو وعدے کئے ہیں، ان کو پورا کرنا چاہئے، ان کے جو دوست ہیں، ان کے دوستوں کے

ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

والدین کے دوست واحباب کی عزت کرنا :

حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک واقعہ ہے، حضرت عبداللہ بن دینار نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر مکہ کے راستہ سے گزرے، راستہ میں ان کو ایک دیہاتی بوڑھا آدمی ملا، تو انہوں نے اتر کر فوراً اس کو سلام کیا، اور سلام کرنے کے بعد اپنی سواری (گدھا، یہ اس زمانہ کی کار سمجھو) اور اپنے سر کا عمامہ بھی انہیں دیدیا، تو ساتھ میں جو ساتھی تھے، ان لوگوں نے کہا حضرت یہ تو دیہاتی آدمی تھا، غریب آدمی تھا، تھوڑا سا دیتے تو بھی خوش ہو جاتا، آپ نے اتنا زیادہ اکرام کیوں کیا، تو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ دیکھو اس آدمی کا باپ میرے والد (حضرت عمر) کا دوست تھا، اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا، آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ نیکیوں میں سب سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ لڑکا اپنے باپ کے تعلق والوں سے محبت سے پیش آوے، ان کے ساتھ محبت کا معاملہ کرے، لہٰذا میں بھی اپنے باپ کے دوست کے بیٹے سے وہی تعلق کر رہا ہوں، جو اللہ کو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

ہمارے ماں باپ نے اگر کوئی بات کہہ دی، تو اس کا احترام کرنا چاہئے، اس کو ماننا چاہئے، ماں باپ چلے جاویں، اور ان کے دوست واحباب محلے میں، گاؤں میں ہوں تو دیکھو کہ ہمارے ماں باپ کس سے ملتے تھے، کس کے پاس ساگ سبزی ہدیہ میں بھیجتے تھے، ان کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ وہی خیال کرو، سبزی بھی بھیجو، سالن بھی بھیجو، کوئی سامان گھر پر لاؤ، تو اس کو بھی بھیجو، اور اگر کبھی موقع ملے تو روپیہ پیسہ بھی بھیجو، جو بھی اللہ تعالی تمہیں توفیق دے، یہ باپ کی طرف سے ہے، چونکہ ہمارے باپ کے دوست تھے، لہٰذا اگر وہ آجاویں تو ان کا اکرام کرو، بٹھاؤ، کھانا کھلاؤ؛ کیونکہ یہ ہمارے باپ کے دوست ہیں، ہمارے باپ کے تعلق والے ہیں۔

والدین اگر خوش ہیں تو جنت پکی :

دوستو! چونکہ آج کا موضوع والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ہے، اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور والدین کو غنیمت سمجھنا چاہئے، آج آپ لوگ سمجھ جائیں کہ والدین کی کتنی اہمیت ہے، اور والدین کیا ہیں، بس یہ سمجھئے کہ اگر والدین خوش، تو ہماری جنت پکی اور والدین ناراض تو جنت کی گارنٹی نہیں، تو ہم سب کو جنت چاہئے، جب جنت چاہئے تو والدین کو خوش رکھو۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ :

اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے والدین نہیں ہیں، تو ان کے لیے بھی راستہ ہے، ان کے لیے ایصال ثواب کرو، مسجد میں، مدرسہ میں، غریبوں کو محتاجوں کو ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرو، یہ بھی ان کے ساتھ میں حسن سلوک ہے، ان کے دوستوں کے ساتھ جہاں تک ہو سکے اچھا معاملہ کرو، ان کے تعلق والوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، اگر والدین زندہ ہیں، تو ان کو غنیمت جان کر اپنی جنت کو پکی کرا لیجئے، اس لیے والدین کو غنیمت جانو، ان کی عزت کی جاوے، ان کا احترام کیا جاوے، ان کو جھڑکا نہ جائے، ان کے ساتھ زور سے نہ بولا جائے، اف تک نہ کہا جائے اور بدتمیزی کے الفاظ نہ استعمال کئے جائیں، ماں باپ کیسے بھی ہوں، جب بڑھاپا ہوتا ہے، تو مزاج بدل جاتا ہے۔

بوڑھے کمزور شخص کی عقل بچوں جیسی ہوتی ہے :

ایک لطیفہ آپ لوگوں کو سنا دوں، ایک صاحب اپنے بچے

کوگود میں لئے ہوئے تھے، ان کا بچہ بار بار پوچھتا ہے، ابو یہ کیا ہے، وہ کہتے یہ پنکھا ہے، تھوڑی دیر میں پھر یہ بچہ کہتا ہے کہ ابو یہ کیا ہے، بیٹا پنکھا ہے، وہ بار بار سوال کرتا ہے، اور باپ بار بار پیار سے جواب دیتا ہے، مگر جب وہ شخص بوڑھا ہوا، اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ کیا ہے، تو پہلی مرتبہ بتلایا کہ ابا یہ فلاں چیز ہے، بوڑھا آدمی چونکہ بچہ کے مانند ہوجاتا ہے کیونکہ اس کی عقل بچے جیسی ہوجاتی ہے، ایک مرتبہ تو بتلا دیا کہ ابا یہ فلاں چیز ہے، پھر دوبارہ پوچھا، بیٹا یہ کیا ہے، تو بچے نے کہا ابھی تو بتلایا تھا، بھول گئے، آنکھیں نہیں ہے، تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا کہ بیٹا یہ کیا ہے، لڑکے نے کہا تیرے کان پھوٹ گئے، آنکھ تیری پھوٹ گئی، ابھی تجھے بتلایا تھا، پھر بھول گیا، وہ کہتا ہے بیٹا جب تو چھوٹا تھا، تو کئی کئی مرتبہ پوچھتا تھا کہ ابو یہ کیا ہے؟ ابو یہ کیا ہے؟ تو میں تجھے ہر بار پیار سے بتلاتا تھا کہ بیٹا یہ فلاں چیز ہے، آج تو میرے کان اور میری آنکھ پھوڑتا ہے، یہ تو زندگی ہے، آج میں بوڑھا، تو جوان، کل تو بوڑھا ہوگا آج تو جوان ہے، یہ تو دنیا کا نظام چل رہا ہے، اس لیے زندگی میں ماں باپ کی قدر کرلو، ورنہ ـــ

چاردن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے :

اس چاردن کی چاندنی کو غنیمت جان لیا جاوئے، اس جوانی کو، اس شباب کو، اس طاقت کو، اس حسن و جمال کو، اس علم کو، اس عقل کو، اس اسمارٹ زندگی کو غنیمت جان لو، یہ بوڑھے جن کی گالوں میں سلوٹ پڑگئے ہیں، یہ بھی کل ہمارے جیسے نوجوان تھے، آج ان کے گالوں میں ہم سلوٹ دیکھ رہے ہیں، کل یہ بھی ہم سے زیادہ طاقتور اور ہم سے زیادہ حسین وجمیل بلکہ اسمارٹ تھے، ان کو دیکھ کر آدمی عش عش کرتا تھا، کیسا حسین، کیسا خوبصورت، کیسا نوجوان ہے، مگر آج دیکھئے، طبیعت ان کی طرف دیکھنے کو نہیں چاہتی، میرے دوستوں ماں باپ کی قدر کرلی جاوے، ان کا احترام کیا جاوے، اللہ تعالی ہمیں اپنے ماں باپ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......بقیہ صفحہ ۸ کا

تاریخ انسانی کا بدترین انسان :

اب اگر چودہ سو سال کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار پر کوئی حملہ کرے تو وہ تاریخ انسانی کا بدترین انسان ہوگا، اس لئے کہ جنہوں نے حضرت محمد کے ساتھ چالیس پچاس سال زندگی گزاری وہ ایک بھی غیر اخلاقی چیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کرسکے، تو آج چودہ سو سال کے بعد ایسا کرنیوالا متعصب اور تاریخ سے ناواقف ہوگا۔

حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ تاریخ میں محفوظ ہے :

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک گوشہ، بچپن کا، جوانی کا، نبوت کے بعد مکہ کی زندگی کا اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک بات تاریخ میں محفوظ ہے، ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں، تو آپ کو خود معلوم ہوگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ انسانیت کا کامل ترین انسان ہے، اسی لئے خالق کائنات نے پوری انسانیت کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوہ اور آئیڈیل بنایا، اللہ تعالی تمام حضرات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، آپ کی سیرت کو پڑھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر

راہ ترقی

دو عظیم اور نازک رشتے

محمد رضوان گوہرندوی، محلّہ قلعہ، نانپارہ، بہرائچ، یوپی

اپنے محسن و خالق کے ساتھ وفادار اور احسان شناس رہنا، زندگی سے وابستہ تمام امور میں اس کی مرضی اور پسند کو ترجیح دینا، اخلاص و وفا کے پاکیزہ جذبہ کے ساتھ اس کے حکموں کی تعمیل کرنا، اسی طرح انسانی قدروں کی حفاظت کرنا، آپسی رشتوں کا پاس ولحاظ رکھنا، ضرورت کے وقت اہل تعلق اور مستحق افراد کے کام آنا اور وقت پر حقوق کی ادائیگی کرنا بندگی، خدا ترسی، صلہ رحمی اور انسان دوستی کا بنیادی مقصد ہے، دور جدید میں ذاتی غرض، حرص و ہوس، عیش پسندی، راحت طلبی، مطلب کی یاری، مفاد پرستی اور موقع پرستی نے ربانی تعلقات اور انسانی رشتوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے، جب کہ سچائی یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونے کے لئے دو ہی رشتوں کی مضبوطی زیادہ اہم ہے، انسان کا تعلق اپنے پروردگار اور مالک و معبود کے ساتھ مضبوط ہو جائے اور پھر انسان کا تعلق دوسرے انسان کے ساتھ بھی استوار و مستحکم ہو جائے تو کامیابی اور ترقی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

بندے کا تعلق معبود حقیقی کے ساتھ اور بندے کا تعلق بندگان خدا کے ساتھ اسی وقت درست و مضبوط ہو سکتا ہے جب انسان فطری جذبات اور صلاحیتوں سے بغاوت نہیں کرتا، انسان زمین پر صرف انسان اور بندہ بن کر رہتا ہے، جب وہ اپنی حدوں کو پار کرتا ہے، اپنی فطری صلاحیتوں کے ساتھ کھیل وکھلواڑ کرتا ہے، اپنی خواہشات کا تابع دار اور پرستار بن کر دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے تو زمین پر فساد وظلم کی مسموم آندھی خدائی اور انسانی قدروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے، اس وقت نہ تو رب کائنات کے ساتھ اطاعت شعاری و وفاداری باقی رہ پاتی ہے اور نہ مخلوق خدا کے ساتھ اس کی ہمدردی، محبت، موافقت و موانست ہی برقرار رہتی ہے، دونوں رشتے مضبوط ہو جائیں تو سند سعادت اور دلیل کامیابی پر قرآن بھی مبارک باد پیش کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے یہ لوگ انھیں جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا، اور نماز قائم کی، اور ہم نے انھیں رزق عطا کیا اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں انھیں لوگوں کے لئے انجام کا گھر ہوگا، ہمیشہ رہنے کے باغات، جن میں یہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے آباء، بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی، اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے، یہ کہتے ہوئے کہ ''سلام ہو تم پر'' بسبب تمہارے صبر کرنے کے،

سوکیا ہی خوب ہے انجام کا گھر‘‘

رشتہ کو جوڑ نا عین مطلوب ومقصود ہے، خالق ومخلوق کا رشتہ اور مخلوق کا مخلوق کے ساتھ تعلق انسانی زندگی کے لئے بہت ضروری بلکہ اصلی انسانیت اور حقیقی بندگی کا وصف خاص ہے، دنیا میں بھی وہ شخص شادکام و بامراد رہے گا اور آخرت میں بھی اس پر انعامات کی بارش ہوگی، سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اس کو اللہ کی رضا کے ساتھ اس کی بنائی ہوئی حسین جنت اور اس کی راحتیں مل جائیں گی، اللہ تعالی رحمٰن ورحیم ہے اور وہ اپنے بندوں میں بھی ان صفات کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے، اس کے برخلاف جو رشتوں کو کاٹتے اور توڑتے ہیں زمین میں فساد انھیں کی وجہ سے برپا ہوتا ہے اور اس کا وبال بھی ان پر پڑ کے رہتا ہے، وہ اکثر حقیقی سعادت ومسرت سے محروم رہتے ہیں، ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔]

قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ان دونوں رشتوں کو اہمیت دی گئی ہے، الجامع الصغیر کی ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ ان دونوں رشتوں کی نزاکت کی طرف نشان دہی کی گئی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ کے نزدیک سب سے بُرا عمل اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، پھر دوسرا سب سے برا عمل رشتہ داریاں توڑنا ہے۔‘‘

اپنے خالق و مالک سے رشتہ توڑنا اور اس کی مخلوق میں جن کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، لین دین کرنا، تجارت وزراعت کرنا اور دیگر ضروری غیر ضروری معاملات میں شامل رہنا لگا رہتا ہے ان سے تعلق توڑنا معمولی بات نہیں ہے، حددرجہ ناانصافی، ناشکری، احسان فراموشی، خودغرضی، بے شرمی اور خود پسندی کی بات ہے، اللہ تعالی ایسے انسان سے بہت ناراض ہوتا ہے اور ناراضگی کی وجہ سے اس سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے، جس سے اس کا رب ناراض ہوجائے اس سے زیادہ محروم، ناکام اور منحوس کوئی ہو ہی نہیں سکتا، وہ دنیا میں بھی اس کی سزا پاکر اپنی زندگی اجیرن بنالے گا اور آخرت میں بھی نقصان اٹھا کر رہے گا، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے رشتے داروں کا خیال رکھنا چاہیے۔

رب کائنات کی خالص بندگی اور رشتہ داروں کے ساتھ ہمارے اچھے سلوک سے رب بھی راضی ہوجاتا ہے اور زندگی خوش حال اور پُرسکون بن جاتی ہے، روزی میں کشادگی ہوتی ہے، عمر میں اضافہ ہوتا ہے، انسان جو بھی عمل کرتا ہے دربار الٰہی میں قبول کرلیا جاتا ہے، جنت کا راستہ آسان ہوجاتا ہے، وقت میں برکت ہوتی ہے، آپسی جھگڑوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے جو کام پیچیدہ اور مشکل بن جاتا ہے وہ ایک دوسرے کی ہمدردی، ایثار، تعاون اور مدد سے بہت مرتب ومنظم اور موثر انداز میں وقت پر پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔

اللہ کے ساتھ بندوں کا اچھا رشتہ بندگی کے فرائض میں سے ہے، اگر کوئی بندہ اس کے ساتھ اپنا تعلق خراب رکھے تو اس کی بندگی مشکوک، مردود، منافقانہ اور باغیانہ ہوگی، یہ رشتہ ہر بندے کو ہر حال میں بہتر اور مضبوط بنانا ہے اور ہر کام میں اس کا لحاظ رکھنا ہے، نہ کبھی غفلت کرنی ہے اور نہ اسے کمزور وخراب ہونے کا موقع دینا ہے، اسی طرح اللہ کے بندوں کے ساتھ بھی انسانوں کے تعلقات عوض اور بدل کی تلاش میں ہرگز نہ ہوں بلکہ خالص رضاء الٰہی کے لئے مخلصانہ اور برادرانہ ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین صفات ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوں اللہ تعالی اس سے آسان حساب لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا، بقیہ صفحہ نمبر ۱۸ پر......

سیرت وسوانح

حضرت مولانا محمد اختر صاحب قاسمیؒ کی وفات

مولانا سید محمد ریاض ندوی کھجناوری رئیس جامعۃ الحسنین صبری پور

مغربی اتر پردیش کے مردم خیز ورجال ساز خطے میں جن اداروں وشخصیات کو عوام وخواص میں محبوبیت، مرجعیت اور اہمیت حاصل ہے، ان میں ایک اہم نام علم وعمل کی پاکیزہ شخصیت حضرت مولانا محمد اختر صاحب قاسمیؒ کا بھی تھا، جن کا ذکر جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کے بغیر نہیں کیا جاسکتا، آپ یہاں کے ایک باوقار ومثالی مہتمم تھے، جو 1 جنوری 2022ء کو ہزاروں ہزار شاگردوں کو (صدقہ جاریہ کے طور پر) اپنے پیچھے بلکتا چھوڑ کر رب حقیقی سے جاملے، چند ماہ سے علالت کی خبریں آرہی تھیں، مسلسل دعاؤں کی سوغات ان کے لئے جاری تھیں، وظائف واذکار کے اہتمام کے ساتھ ان کی درازئ عمر، صحت وعافیت کی دعائیں اہل اللہ، ان کے شاگردان ومنتسبین اور عقیدت مند کر رہے تھے، لیکن اللہ تعالی کو ان کی ذات سے جتنا کام لینا تھا، وہ لے چکا تھا، اب دربار خداوندی سے انعامات ملنے کی گھڑی مقدر ہوچکی تھی، وہ ہمارے درمیان سے اٹھ کر راحت ابدی کی نیند سوگئے، ربانی دسترخوان پر ان کے لئے نعمتوں کی بارش اور حسنات کا بدلہ ملنے لگا، اب وہ اپنی زندگی کی مساعی جمیلہ، جد وجہد، کاوشوں، نبوی علوم کی اشاعت کی کوششوں، خلوص وللّٰہیت سے دینی اداروں وتحریکات کی خدمات کے عوض اپنا صلہ پائیں گے، اللہ تعالی ان سے راضی ہو۔

رب کائنات نے حضرت مولانا محمد اختر صاحب قاسمیؒ کو احکام الٰہی وعلم کی شمع دے کر میدان علم وعمل کے حوالہ کیا تھا، اور ان کے اندر علم وعمل کی دعوت، تحریکی واصلاحی جذبہ موجزن فرمایا تھا، اعلی اخلاق، بلند صفات، انسانیت نوازی ان کی پہچان تھی، وہ دوائے دل بیچتے تھے، تعلق مع اللہ، دینداری، اسلامی علوم سے گہری عقیدت ومحبت، اور خدمت دین سے وابستگی ان کا امتیاز تھا، محبت وانسیت کا ایک ساکت وصامت سمندر ان کے اندرون موجزن تھا۔

زیر قلم تحریر میں ایک ایسی شخصیت کی حیات کو روشنی ڈالنا ہے جو نادیدہ وناشنیدہ نہیں بلکہ آنکھوں نے بارہا دیکھا، کانوں نے کئی بار تاریخی پروگراموں میں سنا، زبان نے ان کی دل آویز شخصیت کا نغمہ سنا کر ان کو مائک وڈائز پر بلایا، ان کے لئے استقبالیہ کلمات بھی کہے اور لکھے، کرسی اہتمام پر بھی ملاقات کا شرف حاصل رہا، جہاں آپ کی مہمان نوازی کے سنے ہوئے چرچوں کا بھی آنکھوں دیکھا حال جانا، اللہ تعالی نے ان کو علمی وعملی زندگی سے جوڑ کر اپنے یہاں مقبول اور عوام الناس میں محبوب بنایا، اس دور انحطاط میں سلف کے علم واخلاق، متانت ووقار، تواضع وانکسار کا نمونہ ان کے اندر پیوست تھا،

غالباً جامعہ اسلامیہ کے سب سے طویل العہد مثالی مہتمم رہے، اور آپ کے دور اہتمام میں جامعہ نے تعلیمی وتربیتی اور تعمیری ترقی کی دہلیز پر جو قدم رکھا تو جامعہ اسلامیہ نے عظمت و نیک نامی کی بلندیوں کو چوما اور چھوا، اور اس کے دائرہ کار میں مزید اضافہ ہوا -جب تحریکوں کو ایسے مخلص وجانثار خدمتگار ملتے ہیں،تو قوم وملت بھی ان پر رشک کرتی ہے-یہی حال مولانا مرحوم کے بارے میں سننے اور دیکھنے کو ملا۔

آپ کا علمی وتدریسی سفر دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے معًا بعد جامعہ اسلامیہ سے شروع ہوتا ہے،اپنے زمانہ کے عباقرۂ علم وفضل سے کسب فیض کرکے جب آپ یہاں قدم رکھتے ہیں،تو متلاشیانِ علم وسنت کو اپنی علمی وعملی کارکردگی،محنت وتوجہ،مشفقانہ انداز سے اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں،پھر آپ کے استاد ولیٔ کامل حضرت مولانا محمد عمر صاحب مجاہد پوری سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ کی پیشن گوئی صحیح اور سچی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے مولانا اختر صاحبؒ کے زمانۂ طالب علمی میں ہی کہہ دیا تھا کہ اختر تم جامعہ کے مہتمم بنو گے،ملاحظہ کریں دو دن کا سفر خود نوشت سوانح مولانا عمر صاحب۔

آپ کے تدریسی دور کو طویل زمانہ نہیں گذرا کہ آپ کی علمی وتجرباتی زندگی، باوقار انداز خطابت،مسحور کن اخلاق وعادات،ذکاوت وذہانت،سمجھ بوجھ،دور اندیشی ومعاملہ فہمی، مدرسہ کی تئیں مخلص ووفا شعاری اور جاں نثاری کے جوہر کو دیکھتے ہوئے ارباب شوری آپ کو جامعہ کے اہتمام پر فائز کرتے ہیں، پھر آپ کی محنتیں، کاوشیں،کوششیں مزید بڑھ جاتی ہیں اور شب وروز جامعہ کی ترقی کی دھن آپ کے اوپر سوار اور ہرلمحہ پریشان رکھتی ہے۔

آپ کی مستعار زندگی کے اوراق کچھ اس انداز پر شاہد ہیں کہ آپ نے علوم نبوی کی اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور شب وروز اس کے لئے صرف کئے، پہلے تدریس سے وابستہ رہ کر تشنگان علوم کے قلوب کو گنجینۂ علم سے معمور کرتے رہے، پھر بعد میں تحریکات واداروں کے اجلاس میں عوام وخواص کو شریعت پر چلنے کی تاکید کرتے رہے، چونکہ آپ ملک کی معروف تنظیم جمعیۃ علماء ہند ضلع سہارن پور کے سابق صدر رہے، جبکہ آپ کی عین حیات ہی پیرانہ سالی کی وجہ سے اس منصب پر امیر الھند حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادہ محترم مولانا حبیب اللہ مدنی صاحب کا انتخاب ہوا،اور خلوت میں اپنے مریدین ومتوسلین کو ایمانی ہدایات سے نوازتے رہے، چونکہ آپ شریعت مطہرہ کے خم لنڈھانے کے ساتھ ساتھ طریقت کے بھی بلند مقام پر فائز تھے،اور وقت کے مشائخ کے مجاز بیعت تھے،اس سلسلہ کو بھی آپ نے اپنی حرارت ایمانی سے جاری رکھا،آپ کے پاس فیض حاصل کرنے والے اور اپنی زندگی کو راہ راست پر لانے والے جرعہ نوشوں کی تعداد خاصی ہے۔

آپ مغربی یوپی کے ایک ممتاز دینی وتعلیمی ادارہ کے ایک تاریخ ساز، باوقار اور مثالی مہتمم رہے،ایک مدبر کی سوچ،ایک منتظم کی اعلی لیاقت آپ کے کاموں کی شان تھی،ارباب شوری آپ کے کاموں کو لائق تحسین اور اہل علاقہ آپ کے وجود کو باعث برکت گردانتے تھے،آپ کے دور اہتمام میں جامعہ اسلامیہ میں ثانویہ سے بڑھ کر عالیہ کی کلاسز اور دورہ حدیث شریف کی تعلیم شروع ہوئی، دارالافتاء کا قیام،کمپیوٹر سینٹر کا افتتاح، **بقیہ صفحہ نمبر ۴۲ پر**............

أخلاقیات

جام پہ جام پیا اور مسلمان رہے!

رشحات قلم: ارشد کبیر خاقان مظاہری، سکریٹری: تنظیم فلاح ملت (رجسٹرڈ)

دنیا کے تمام مذاہب کا ایک ایسا مشترکہ باب جس پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں، وہ ''اخلاق'' ہے، قوم خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو''اخلاق''اس کی زندگی کی بقاء اور فلاح و بہبود کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، معاشرہ اصلاح پذیر ہوتو اس سے باصلاحیت اور صحت مند قوم وجود میں آتی ہے، اگر بگاڑ کا شکار ہوتو اس کا فساد اور مضر اثرات قوم کو گھن کی طرح کھا کر تباہ و برباد کر دیتے ہیں، عمدہ اوصاف ہی وہ کردار ہیں جس کی قوت پر کسی قوم کے وجود، استحکام و بقا کا انحصار ہوتا ہے، دنیا میں ترقی حاصل کرنے والی قوم ہمیشہ اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہے جبکہ برے اخلاق والی قوم زوال پذیر ہو جاتی ہے، وہ معاشرہ کبھی مہذب نہیں بن سکتا جس میں اخلاق ناپید ہوں، اس معاشرہ میں اخوت و باہمی بھائی چارہ، مساوات و اجتماعی رواداری کبھی پروان نہیں چڑھ سکتی، جس معاشرے میں جھوٹ اور بددیانتی عام ہو جائے وہاں کبھی امن وسکون نہیں ہوسکتا، جس ماحول یا معاشرہ میں اخلاقیات کوئی قیمت نہ رکھتی ہوں اور جہاں شرم و حیاء کی بجائے اخلاقی باختگی اور حیاسوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو اُس قوم اور معاشرہ کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا یقینی ہو جاتا ہے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

اخلاقیات ہی انسان کو جانوروں سے ممتاز کرنے والی واحد شئے ہے، اخلاق کے بغیر انسانوں کی جماعت حیوانوں کا ریوڑ کہلائے گی، انسان کے تمام معاملات اس وقت تک ٹھیک چلتے ہیں جب تک عقلی قوت اس کے اخلاقی رویہ کے ماتحت کام کرتی ہے، اس کے برخلاف جب اس کے کالے، سفلی اور گھناؤنے جذبے اس پر غلبہ پا لیتے ہیں تو یہ نہ صرف اخلاقی وجود سے ملنے والی روحانی توانائی سے اسے محروم کر دیتے ہیں بلکہ اس کی عقلی استعداد کو بھی آخر کار کند کر دیتے ہیں، انسان کی اخلاقی حس اسے اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ کرتی ہے، یہ نہ ہو تو نتیجے میں معاشرہ درندگی کا روپ دھار کر انسان نما درندوں کا منظر پیش کرنے لگتا ہے اور یہ سب اخلاقی بے حسی کا نتیجہ ہوتا ہے، اخلاقی حس جب تک لوگوں میں باقی رہتی ہے وہ اپنے فرائض کو خوش دلی اور ذمہ داری سے پورا کرتے ہیں اور جب یہ حس مردہ اور وحشی ہو جائے تو پورے معاشرے کو مردہ اور وحشی بنا دیتی ہے، پھر وہ لوگوں کی محنت اور کوششوں کو بھول کر قابض ہونا اور حقوق کو خونی درندے کی طرح کھانے لگتا ہے، نتیجۃً ایسے معاشرے میں ظلم و فساد عام ہو جاتا ہے۔ حیوانی حس کا وجود صرف چھیننا اور دوسروں کے سرمایہ پر قبضہ کرنا جانتا ہے مگر دینا نہیں، چاہے اس اخلاقی بے حسی کی وجہ دوسروں کی موت کی قیمت پر ہی کیوں نہ ہو، بدقسمتی سے یہ صورت حال ہمارے معاشرے کے ہر طبقہ میں جنم لے چکی ہے۔

اجتماعی زندگی کا اصل حسن رواداری، احسان، اخوت، ایثار، حسن معاملات اور قربانی سے جنم لیتا ہے، مسلمان کی پہچان ہی اخلاق سے ہے، اگر اخلاق نہیں تو مسلمان نہیں، یہ ہونہیں سکتا کہ ایک مسلمان ایمان کا تو دعویٰ کرے مگر اخلاقیات سے عاری ہو، ہمارے پیارے نبی کریم کائنات میں اخلاقیات کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں جس پر اللہ جل شانہ کی کتابِ لاریب مہر تصدیق ثبت کررہی ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم 4)۔ ''بے شک آپ بڑے عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔'' ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ مکارم اخلاق کے اعلیٰ معارج کی تعلیم و تربیت اور درستگی کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ خود آپ فرماتے ہیں اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ''میں اعلیٰ اخلاقی شرافتوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' (حاکم، مستدرک)۔ یعنی میں اعلیٰ اخلاق کی تمام قدروں کو عملی صورت میں اپنا کر، اپنے اوپر نافذ کر کے تمہارے سامنے رکھنے اور ان کو اسوہ حسنہ بنا کر پیش کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی پیکرِ اخلاق تھی، آپ کا اخلاق قرآن کے احکام و ارشادات کا آئینہ تھا، قرآن کا کوئی خلق ایسا نہیں ہے جس کو آپ نے اپنی عملی زندگی میں نہ سمولیا ہو۔ اسی لیے قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب 21)۔ ''بے شک تمہارے لیے اخلاق کے اعلیٰ معارج کی تکمیل کرنے کیلئے رسول اللہ کی پیروی کرنے میں بہترین نمونہ ہے۔'' تعلیمات اسلامی کا لب لباب اخلاق کو سنوارنا اور نکھارنا ہے جس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے ہوتی ہے اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ابوداؤد۔4686) ''مسلمانوں میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے بہترین ہوں''۔

حسن اخلاق کیا ھیں؟:

اخلاق کی ترتیب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اخلاق یہ ہیں کہ کوئی تمہیں گالی دے تو تم جواب میں اس کو دعا دو، یعنی گالی کا جواب گالی سے نہ دو بلکہ دعا اور اچھے الفاظ سے دو۔ جو تمہیں برا کہے تم اس کو اچھا کہو، جو تمہاری بدخوئی کرے تم اس کی تعریف اور اچھائی بیان کرو، جو تم پر زیادتی کرے تم اسے معاف کردو۔'' صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ (مسند احمد 16999) ہمارے لئے اخلاق کی ترتیب کا سب سے اعلیٰ نمونہ یہ ہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ اس ترتیب پر اگر ہمارا معاشرہ عمل کرلے تو معاشرہ سے تمام اخلاقی خرابیاں خود بخود ختم ہو جائینگی اور معاشرہ امن، اخوت، بھائی چارہ کا گہوارہ بن جائے گا۔

حسن اَخلاق کی ایک پھلو کے اعتبار سے تعریف:

اچھائی اور خوبصورتی کو ''حسن'' کہتے ہیں، ''اَخلاق'' جمع ہے ''خلق'' کی جس کا معنیٰ ''رویہ، برتاؤ، عادت'' کے ہیں۔ یعنی لوگوں کے ساتھ اچھے رویے، اچھے برتاؤ اور اچھی عادات کو حسن اَخلاق کہتے ہیں۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''اگر نفس میں ایسی کیفیت موجود ہو کہ اس کی وجہ سے ادا ہونے والے اچھے افعال شرعی اور عقلی طور پر پسندیدہ ہوں تو اسے حسن اخلاق کہتے ہیں اور اگر ناپسندیدہ افعال سرزد ہوں تو اسے بداخلاقی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حسن اخلاق سے مراد؟:

حسن خلق سے مراد نیک خوئی اور اچھی خصلت ہے۔ مسلمان کے لئے عمدہ اور حسین اخلاق کا مالک ہونا بہت ضروری ہے۔ اخلاق حسنہ میں عفوو درگزر، صبر وتحمل، قناعت و توکل، خوش خلقی ومہمان نوازی، تواضع وانکساری، خلوص و محبت، جیسے اوصاف قابل ذکر ہیں۔ حُسن خلق کی بڑی علامت یہ ہے کہ جب کسی پر غصہ آئے اور اسے سزا دینا چاہے تو نفس کو ہدایت کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران،3:134)''اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں''۔

حسن اَخلاق میں شامل نیک اعمال:

حسن اَخلاق کا مفہوم حقیقت میں بڑا وسیع ہے، اس میں کئی نیک اعمال شامل ہیں چند اعمال یہ ہیں: حرام سے بچنا، حلال حاصل کرنا، اہل وعیال پر خرچ میں کشادگی کرنا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا، برائی سے خود کو بچانا اور دوسروں کو منع کرنا، بھلائی کا حکم دینا، حقوق العباد کی ادائیگی کرنا، لوگوں میں صلح کروانا، قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا، معافی کو اختیار کرنا، محروم کرنے والے کو عطا کرنا، ظلم کرنے والے کو معاف کردینا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، غصہ پی جانا، غصے کے وقت خود پر قابو پالینا، بردباری، نرم مزاجی سے کام لینا، کسی کو تکلیف نہ دینا، عفوو درگزر سے کام لینا، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا، لاوارث بچوں کی تربیت کرنا، کمزوروں کی کفالت کرنا، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنا، علماء کا ادب کرنا، مسلمانوں کو کھانا کھلانا، لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا، مسلمان بھائی کے لیے مسکرانا اور خیر خواہی کرنا، جاہلوں سے اعراض کرنا، دعائے مغفرت کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حُسن اخلاق: ایمانِ کامل کی علامت:

اخلاق کی معمولی قسم یہ ہے کہ آدمی کا اخلاق جوابی اخلاق ہو کہ جو مجھ سے جیسا کرے گا، میں اس کے ساتھ ویسا کروں گا۔ یعنی: جو شخص اس کے ساتھ برائی کرے وہ بھی اس کے لیے برا بن جائے، جو شخص اس سے کٹے، وہ بھی اس سے کٹ جائے، یہ اخلاق کی عام قسم ہے۔ اس کے مقابلے میں اعلیٰ اخلاق یہ ہے کہ انسان دوسرے کے رویے کی پرواہ کئے بغیر اپنا رویہ متعین کرے۔ اس کا اخلاق اصولی ہو، نہ کہ جوابی، خواہ معاملہ موافق کے ساتھ ہو یا مخالف کے ساتھ، وہ جوڑنے والا ہو، حتیٰ کہ اس کے ساتھ بھی جو اس سے برا سلوک کرے، حتیٰ کہ اس سے بھی جو اس پر ظلم کرتا ہو۔ اگر انسان کی طبیعت اور عادت اچھی ہوگی تو کہا جائے گا اُس کے اخلاق اچھے ہیں اور اِسی کی تعلیم ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام جو کہ اتباعِ رسول ﷺ کا عظیم پیکر ہیں۔ اُنہوں نے سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاری اور روحانی زندگی کے ابتدائی زمانے میں نبی کریم ﷺ کے اقوال پر عمل کیا اور روحانی زندگی کے درمیانی زمانے میں نبی کریم ﷺ کے اعمال کی اقتداء کی، نتیجتاً اُن میں نبی کریم ﷺ کے اخلاق جھلکنے لگے اور اُن کی شخصیت کو منور کرتے رہے۔ ارشادِ باری ہے: تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور اخلاق کا معاملہ کرو، اس اخلاقی درس کو ہرگز نہ بھولو، ہر جگہ اور ہر وقت اسے یاد رکھو''۔ ایک حدیث

نبویؐ کے مطابق مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو اچھے اخلاق کا مالک ہو اور سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین ہو۔

اخلاق و عادات کی اصلاح اُسی وقت ممکن ہے، جب تزکیہ نفس یعنی صفائی کی جائے اور نفس کا تزکیہ اُسی وقت ممکن ہے جب شریعت کی قیادت کو دل وجان سے تسلیم کیا جائے۔ نبی رحمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی نظیر پوری کائنات میں نہیں مل سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سائل کو انکار نہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخاوت فرماتے، کوئی درہم و دینار نہ رکھتے، سب تقسیم فرمادیتے، اگر رقم بچ جاتی اور کوئی ایسا نہ ملتا جسے رقم دے سکیں تو اُس وقت تک گھر جا کر آرام نہ فرماتے جب تک وہ تقسیم نہ فرمادیتے جو کچھ ہوتا سب اللہ کی راہ میں خرچ کردیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اخلاق حسنہ کو نہایت اہمیت دی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دین کیا ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔ نیز فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت میں صرف اچھے خلق والا ہی داخل ہوگا۔ مسند احمد کی ایک روایت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تعریف بھی اچھے اخلاق سے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی اور صبر۔ اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا (سب سے) پسندیدہ بندہ وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔ (طبرانی)۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (صحیح بخاری) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق جنت کے اعمال ہیں۔ (طبرانی)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے اخلاق اللہ کی طرف سے ہیں، اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اچھے اخلاق سے نوازتا ہے۔ (طبرانی)۔

حسن اخلاق کی نعمت سے مالا مال شخص دنیا میں بھی کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا لازوال انعام بھی پاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم میں سے مجھے سب سے اچھا وہ لگتا ہے جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں، صرف یہی نہیں حسن اخلاق سے متصف خوش نصیب کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت بھی نصیب ہوگی۔ چناں چہ جامع ترمذی میں روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم میں سے مجھے وہ شخص زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے دن وہ ہی میری مجلس کے زیادہ قریب ہوگا جس کے اخلاق بہترین ہوں گے۔ حسن اخلاق ایمان کے کمال اور بہترین انسان ہونے کی بھی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حسن اخلاق کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تین چیزوں کا نام اخلاق ہے: ملاقات کے وقت دوست ہو یا دشمن، اپنا ہو یا

پرایا، ہر ایک سے کشادہ روئی، خندہ پیشانی اور خوش دلی سے پیش آنا۔ بخشش اور سخاوت کرنا۔ ایذا رسانی سے باز رہے۔(مشکوٰۃ شریف)۔

آج کے ہمارے اس خزاں رسیدہ معاشرہ میں اخلاقیات، تہذیب وتمدن اور تربیت وتادیب کے آثار ہی نہیں پائے جاتے جس کی وجہ نبی کریم کے اخلاق حسنہ سے دوری ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم قوموں میں رسواء اور زوال پذیر ہو رہے ہیں اور بگاڑ کا گھن ہمیں دیمک کی طرح کھا رہا ہے۔ وہ دین جس کی حقیقی پہچان اخلاقیات کا عظیم باب تھا اور جس کی تکمیل کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کیے گئے تھے وہ دین جس نے معاملات کو اصل دین قرار دیا تھا، آج اسی دین کے ماننے والے اخلاقیات اور معاملات میں اس پستی تک گر چکے ہیں کہ عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہے، جیل خانوں جات میں جگہ تنگ پڑ رہی ہے، جگہ جگہ لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، ظلم و زیادتی، فساد، حسد، حق تلفی اور مفاد پرستی عام ہے، منشیات کے بازار، ہوس کے اڈے، شراب خانے، جوا، چوری، ڈاکہ زنی، قتل وغارت گری،، زنا کاری، رشوت خوری، سود و حرام خوری، دھوکہ دہی، بددیانتی، جھوٹ، دوغلے پن، حرص، لالچ، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی آخر وہ کون سا اخلاقی مرض اور بیماری ہے جو ہم میں نہیں، خودغرضی اور بدعنوانی و کرپشن کا ایسا کونسا طریقہ ہے جو ہم نے ایجاد نہیں کیا؟ دھوکہ دہی اور مفاد پرستی کی ایسی کونسی قسم ہے جو ہمارے یہاں زوروں پر نہیں؟ عصبیت اور انسان دشمنی کے ایسے کونسے مظاہر ہیں جو ہمارے اسلامی معاشرہ میں دیکھنے کو نہیں ملتے؟ مگر پھر بھی ہم مسلمان کہلوانے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتے، آج دنیا میں اسلام بدنام ہے اور اس کا حقیقی چہرہ مسخ ہو چکا ہے، یہ کسی اور نے نہیں خود ہم نے کیا ہے۔ آج دنیا اس پر طنز وتنقید اور پھبتیاں کسنے لگی ہے، آج دنیا کے ہر کونے سے انگلی ہمارے عظمت والے دین پر اٹھتی ہے، صرف ہمارے اوصاف کی وجہ سے دنیا اسے بدخلقی، ناانصافی، ظلم وزیادتی کا دین تصور کرتی ہے، صحیح واکمل دین کی دنیا میں ذلت و رسوائی کا سبب ہم ہیں، ہمارے سیاہ اوصاف ہیں، ہمارے غلیظ اخلاق ہیں، ہمارے گندے اطوار ہیں کیونکہ ہم خود اس کا حقیقی چہرہ مسخ کر کے اور اس کا حلیہ بگاڑ کر دنیا کو دکھا رہے ہیں، مجھے یہاں ایک ہندو شاعر کی اسلام پر طنز وتنقید یاد آ رہی ہے، ہندو شاعر لکھتا ہے:

جام پے جام پیا اور مسلمان رہے
جس نے پالا پیمبر کو وہ رہا کافر،
یہی دین ہے تو اس دین سے توبہ ماتھور
شک پیمبر پہ کیا اور مسلمان رہے۔

ہمارے اخلاقی رویہ ہی کی عکاسی شاعر نے اپنے انداز میں کی ہے، ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گمراہی کی غلاظت کی انتہا کو پہنچ کر ضلالت کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں مگر ہم ان کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اخلاقی بگاڑ آج ہماری زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو چکا ہے۔

معاملہ معاملات کا ہو یا عبادات کا، تعلیم و تربیت، امانت، دیانت، صدق، ایفائے عہد، فرض شناسی، حقوق و فرائض اور ان جیسی دیگر اعلیٰ اقدار کا ہم میں فقدان ہے۔

☆☆☆☆☆

بحث و نظر

سائنس اور دانش گاہ نبویؐ

ڈاکٹر محمد انس ندوی (سڈنی، آسٹریلیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب والحکمة و یعلمکم مالم تکونو تعلمون"[سورۃ البقرۃ:۱۵۱] (جیسا کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول تمہاری طرف بھیجا، جو ہماری آیات تم کو پڑھ کر سناتا ہے، اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے، اور تم کو ایسی ایسی باتیں بتاتا ہے جس کی خبر تم کو پہلے نہ تھی)۔

اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے مگر علوم میں آپ کو درجۂ کمال حاصل تھا، تمام علمی ترقیات جو قیامت تک وجود پذیر ہوں گی ان کا سرچشمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، جو بھی زبان مبارک سے نکلتا ہے وحی الٰہی اور اشارۂ غیبی ہی ہوتا ہے: ''ماینطق عن الھوَی، إن ھو إلا وحی یوحی''[سورۃ النجم:۳-۴] (آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے جو بولتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے) اور وہ کتاب الٰہی معجز نما جو آپ کو عطا کی گئی ہر زمانے میں لوگوں کی علمی صلاحیت اور فکری توانائی کے مطابق افشائے راز کرتی رہے گی، اس کتاب کے الفاظ اٹل، اسلوب وترتیب ناقابل ترمیم وتنسیخ ہے، اس کا علم نور ہے جو اس میں غور کرنے والوں کے لیے نئی نئی راہیں کھولتا ہے، اور ظلمت وجہالت کے بادلوں کو چھانٹتا ہے، اسی نور کے سائے میں ترقی کی راہیں تلاش کرنا حکمت ہے، اس حکمت میں دانش، تدبیر، تحقیق، معرفت، ایجادات اور عمل صالح وغیرہ سبھی چیزیں شامل ہیں، وحی الٰہی اور سنت نبوی کی روشنی میں عقل سے کام لینا ہی حکمت ہے، قرآن وسنت کو عقل کے دائرے میں محدود کرنا گمراہی اور اتباع خواہشات نفسانی کے سوا کچھ نہیں، نور قرآنی اور اتباع سنت سے بے نیازی فساد کی بنیاد ہے۔

آج سائنسی عروج نے انسان کو نئی نئی آگاہیوں سے روشناس کردیا، قدرت کے پوشیدہ راز مشاہدات میں تبدیل ہوگئے، نئی نئی ایجادات کو اللہ نے انسانوں کے لئے مسخر کردیا، سمندر کی گہرائیوں اور چاند وسورج کی بلندیوں تک رسائی ہو گئی، مگر اس کا دوسرا رخ یہ بھی ہے یہ تمام تر ترقیات تباہی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوسکتی ہیں، عجب نہیں کہ آخری علمی جنگ میں ایٹمی توانائی کا استعمال نئی سائنسی تہذیب کو خاکستر کردے اور سارا عروج و ساری ترقیاں بس ایک افسانہ بن کر رہ جائے، اقوام علم میں تہذیبوں کا بے پناہ عروج اور اس کا گریہ کناں زوال ہمارے سامنے ہے، ارشاد باری ہے: ''أفلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلھم، کانوا أکثر منھم وَ أشدَّ قُوَّةً وَّ آثاراً فی الارض، فما أغنی عنھم ما کانو یکسبون''[سورة

غافر: ۸۲] (کیا یہ کافر زمین میں سیر وسیاحت نہیں کرتے، پس دیکھتے کہ ان قوموں کا انجام کیا ہوا جو تعداد میں ان سے کہیں زیادہ تھے، بڑے طاقتور تھے، اور روئے زمین پر بہت ساری اپنی یادگار بھی چھوڑیں، پر انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا ان کے کام نہ آیا)۔

احادیث نبویؐ میں علمی اعجاز وہ غیبی اشارے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا، یہ غیبی اشارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی مرسل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغام کی صداقت پر واضح دلیل ہیں، ان چیزوں کا علم لوگوں کو کما حقہ اس وقت کے محدود علمی ماحول کی وجہ سے نہیں ہو سکا، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جیسے جیسے علمی ترقیاں ہوئیں، اور اسلامی حدود سلطنت وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی، بحر وبر، دشت وجبل، صحرا وبیابان ہر جگہ انسانی رسائی ہونے لگی، خالق کائنات کی قدرت کے مظاہر سے اسلامی تعلیمات کی آفاقی وہمہ گیری بھی عیاں ہوتی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں علمی اعجاز کے معاملے میں اہم اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے، سند ومتن کے اعتبار سے احادیث نبویہ صحیحہ کو ان کے درست الفاظ معانی کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے، اعجاز علمی کو واضح کرنے کے لیے نصوص نبویہ کی تاویل درست نہیں، اور نہ ہی ضعیف و منکر یا موضوع احدیث کو علمی اعجاز کے لیے زیر بحث لانا جائز ہوگا، احدیث نبوی میں متعدد مثالیں ملیں گی جن میں علمی اعجاز بہت نمایاں ہے، احادیث رسولؐ میں آیات قرآنی کی توضیح و تفسیر ملتی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی کا نتیجہ ہوتا ہے، مثلاً رسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یحرم ن الرضاع ما یحرم من النسب (رضاعت سے وہ حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے) علم جدید نے بھی یہ بات ثابت کیا ہے کہ دودھ پلانے سے بچے میں دودھ پلانے والی کی موروثی صفات منتقل ہوتی ہیں، جن بچوں نے ایک ساتھ ایک عورت کا دودھ پیا، ان کے اندر مشترکہ طور پر موروثی صفات پائی جاتی ہیں، اسی لیے حدیث نبویؐ میں رضاعی بہن سے نکاح اسی طرح حرام ہے جیسے کے حقیقی بہن سے۔

حکمت قرآنی کا عملی نمونہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وحی ربانی تھا، کسبی نہیں تھا، اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم واخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا تھا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رہتی دنیا تک انسانوں کے لیے مشعل راہ رہے گا، انسانی تجسس کے لیے یہ علم حد فاصل اور حد ادب ہے، دانش گاہ نبویؐ ہمیشہ منارۂ نور رہے گا، قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہدایت ہے جو رہتی دنیا تک رہنما ورہبر ہے، اس کے معجزات کے لیے انتہا واختتام نہیں، اسی طرح احادیث نبوی ہیں جو قرآنی آیات کی توضیح وتفسیر کرتی ہیں، علمی ترقی نے اکوانِ عالم کے اسرار ورموز پر پڑے پردوں کو عصر حاضر میں متاخرین کے لیے جس طرح اٹھایا ہے اور حقائق کو مشاہدہ کی شکل دی ہے اس طرح علم الیقین عین الیقین میں بدل گیا ہے، متقدمین علماء کبار کو باوجود اپنی جلالت شان ورفعت علمی کے ان باریکیوں کا سمجھنا آسان نہ تھا، مستقبل میں جیسے جیسے علم ترقی کے مدارج طے کرے گا، اللہ کی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ کا ادراک وشعور ایک مؤمن کے ایمان میں مزید اضافہ کا سبب بنے گے۔

اعجاز علمی کی اصطلاح عصر حاضر کی دین ہے، اس کا اصطلاحی معنی یہی ہے کہ قرآن وحدیث نے علمی حقائق کا ذکر

خاص طور سے جن کا تعلق آیات کونیہ سے ہے، صدیوں قبل کیا ہے، پر ان کا انکشاف اور علم مشاہدہ صدیوں بعد اس دور میں انسان کو ہو رہا ہے، جو قرآن وحدیث کی حقانیت وصداقت پر واضح دلیل ہے۔

ایک ماہر سائنس کو قرآن کے متن میں پہلے پہل چونکا دینے والی جو چیز نظر آتی ہے وہ ہے سائنسی موضوعات کا تنوع اور کثرت، اور ایسی صحت کے ساتھ کہ موجودہ سائنس اس کی توثیق کرنے پر مجبور ہے، جزیرۃ العرب کا ایک باشندہ سائنس کے ایسے موضوعات کا علم رکھتا ہے جن کا تعلق دسیوں صدی کی بعد کے دور سے ہے، کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک امی کے ہاتھ میں ایسا صحیفہ دیدیا گیا جس کا بنیادی موضوع ایمان و ایقان، خشیت وانابت الی اللہ ہے، پھر بھی وہ ایسے علوم کا مخزن ہے جس میں ہر زمانے کی ترقیاتی منصوبوں کے اسرار ورموز پوشیدہ ہیں، انبیاء کرام کو جو صحائف دیے گئے، قرآن مجید جو حرف آخر ہے، ان کی جامعیت تک پہنچنا بشری صلاحیت سے ماوراء ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید دنیا کی واحد ایسی کتاب ہے جس کی تازگی کسی عصر مخصوص سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ ہر زمانہ اسے اپنی علوم فکری سے بالاتر پاتا ہے، ہر دور کی سائنس اسے اپنی عقدہ کشائیوں کے لیے پیش رو پاتی ہے، ہر زمانے کی ادبی کاوشیں قرآن پاک کے ادب و فصاحت وبلاغت کے نیچے نیچے رینگتی نظر آتی ہیں۔

قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس کے بلا تحریف ہونے کے دلائل عصر بہ عصر بڑھتے جا رہے ہیں، زمانہ گزرنے کے ساتھ علوم کی گہرائیاں بڑھتی گئیں اور ساتھ میں قرآن کی صداقت بھی مزید ابھرتی گئی، پندرہویں صدی میں سائنس کا عمل دخل ہوا تو قرآنی حقائق اور بھی روشن ہو گئے، عصر حاضر میں موریس بوکائے نے دلائل وشواہد کو اکٹھا کر کے قرآن کے بلاتحریف وترمیم ہونے کا اعلان کیا، اسی طرح ترقیاتی علوم دانش نبویؐ کی سرحدیں کبھی پار نہیں کرسکیں گے، یہ زمانہ سرعت رفتار اور دور بینی کا ہے، آج کے دور کی حیرت انگیز سرعت رفتار کے مقابلے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج یاد کیجئے، آپ ساتوں آسمان کا سفر کر کے واپس تشریف لائے اور یہ پورا سفر لمحوں میں پورا ہو گیا۔

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے معجزات سے نوازا تھا، ان کا مخصوص معجزۃ تمام علوم وکمالات کا ایسا عروج تھا جس کو زوال نہیں جبکہ انسانی تہذیب عروج وزوال کے دئرے میں سفر کرتی ہے، جب لوگ عصری تقاضوں سے بے نیاز ہوکر اپنی افادیت کھودیتے ہیں تو تہذیب کا زوال شروع ہوجاتا ہے، آثار قدیمہ کے ماہرین متفق ہیں کہ ماحول سے بے رخی تہذیبوں کو مٹا دیتی ہے، سائنس کا خیال ہے کہ قدرتی سامان معیشت کے غلط استعمال سے تہذیب کو زوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر غور کیا جائے تو بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ حالتیں جو مختلف ماہرین نے پیش کی ہیں فساد فی الارض کی مختلف شکلیں ہیں، ان کے متعلق قرآن عظیم کا ایک ابدی اور حتمی تجزیہ ہے کہ تکبر علمی اور بداعمالیوں کی کثرت کی وجہ سے انسان خود اپنے اوپر تباہی کو مسلط کر لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دنیا ہی میں ایسی سزاؤں مے مبتلا کر دیا جاتا ہے، جو تہذیبوں کے عروج کو زوال میں تبدیل کر دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدیٔ الناس لیُذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یَرجعون" [سورۃ الروم:۴۱] (خشکی وتری میں فساد برپا ہوگیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے، تا کہ مزہ چکھائے ان کو ان کے

بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آجائیں) حالیہ ماہرین سائنس بھی انسانی بدکرداریوں کو ارضی تغیرات کا محرک سمجھنے کی طرف مائل ہیں، ہاروے ڈے اپنی کتاب (Hidden Power Of Viberation) میں دعویٰ کرتا ہے کہ: ''جب دنیا میں بہت زیادہ برائیاں پھیل جاتی ہیں تو زمین کا ہالہ (Aura) مکدر ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے طغیانیاں، زلزلے اور لاوے وجود میں آتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ترقیوں کا گلا گھٹتا ہے اور تہذیبیں زمین دوز ہوجاتی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حکمت قرآنی کے بغیر ترقیاتی علوم ترقی معکوس ہے، اسی طرح ترقیاتی علوم کا غیر معتدل استعمال فساد کا پیش خیمہ ہے، اعتدال کی راہ صرف قرآن وسنت کی روشنی ہی میں مل سکتی ہے، عذاب انسانی بداعمالیوں کا فطری نتیجہ ہے، جو تہذیبوں کے لیے پیمانہ اجل ہے، علوم ومعارف کی ترقی تہذیبوں کے عروج کا سبب اسی وقت بن سکتی ہے جب اس کی بنیاد قرآنی حکمت اور اتباع انبیاء ورسل پر قائم ہو۔

......بقیہ صفحہ ۳۳ کا

تعمیری طور پر جامعہ کی بلند وبالا ودیدہ زیب عمارتیں آپ کی دعائے نیم شبی، انتھک کوششوں کا ثمرہ اور جہد مسلسل کی مرہون ہیں۔

آپ کے یہاں نسبتوں کا احترام، اہل تعلق کا مقام، علماء وطلباء پر شفقت، ضرورت پڑنے پر طلباء کو سخت تنبیہ، آنے والے مہمان کی عزت، اس کا اکرام وضیافت آپ کے چند نمایاں اوصاف تھے، تقریباً اپریل 2019ء کی بات ہے جب جامعۃ الحسنین صبری پور کی زمین خرید کر اس پر تعمیری کام شروع کرنے کا ارادہ ہوا تو اس کے سنگ بنیاد اور تعلیمی بیداری کانفرنس میں دعوت دینے کے لئے ہم چند احباب خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے خوش وخرم ہوکر ملے، اور خوشی کا اظہار فرمایا چونکہ اس بستی میں اب تک کوئی دینی ادارہ نہ تھا، بڑا اکرام کا معاملہ فرمایا، اس وقت قریبی ملک کا سفر درپیش تھا اس لئے اس یادگار کانفرنس میں تشریف نہ لاسکے آپ کی تعلیمی محنتیں اور ملت کو دین اسلام سے جوڑنے کی کوششیں وکاوشیں ہمیشہ یاد رکھی جاتی رہیں گی اللہ تعالی ان کو اپنی ردائے رحمت میں جگہ عطا فرما کر بلند درجات سے نوازے۔ آمین

......بقیہ صفحہ ۱۱ کا

مجاھدین آزادی کے حالات سے بھی واقف کرائیں:

اس لئے ضروری ہے کہ مسلم مجاہدین آزادی کے حالات بھی اپنے وطنی بھائیوں سے بیان کرو، اور مذہب اسلام کی حقانیت بھی ان کے سامنے پیش کرو، تو ممکن ہے کہ وہ تمہاری باتوں پر توجہ دیں، اگر ایسا کیا گیا تو مستقبل سنہرا ہوسکتا ہے، ورنہ سیاہ اور مایوس کن معلوم ہورہا ہے، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

ہر شخص اپنے اردگرد میں اسلام کا تعارف کرائے:

جن حضرات تک یہ تحریر پہنچے تو وہ اپنے اوپر لازم سمجھ لیں کہ اپنے اردگرد کے پانچ یا دس یا جتنے بھی ہندو بھائیوں کو ممکن ہوسکے اسلام کا تعارف کرائیں، اسلام کی خوبیاں اور اسلام کے محاسن بیان کریں، اور انسانی ہمدردی، غمگساری، اخوت ومحبت اور رواداری کے سلسلہ میں جو قرآنی آیات یا حدیثیں ہیں، ان کا آسان زبان میں ترجمہ کرکے بتلائیں اور سمجھائیں، بلکہ کوشش کریں کہ پیام انسانیت کے جلسے منعقد کریں، جن میں زیادہ سے زیادہ ہندوؤں کو دعوت دی جائے، اوران کو انسانی بنیادوں پر کام کرنے کی اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی دعوت دی جائے، شاید اللہ تعالی سمجھ کی اور ان کے ذہن کو بدلنے کی کوئی راہ پیدا کردے: ؎

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

تعارف

ڈیسینٹ اکیڈمی برائے حفاظ کرام

مولانا نور حسن قاسمی کوآرڈینیٹر ڈیسینٹ اکیڈمی، مظفرآباد

ڈیسینٹ اکیڈمی مظفر آباد ضلع سہارنپور یوپی میں حضرت مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی کی کاوشوں سے حفاظ کرام کیلئے عصری تعلیم کے حصول کا 4 سالہ کورس حفظ القرآن پلس کے نام سے شروع کیا گیا ہے جس کے ذریعے حفاظ کرام کو عصری تعلیم سے ہمکنار کیا جائے گا۔

اس کورس کے ذریعہ حفاظ کرام، ڈاکٹر، انجینئر، لکچرر، ٹیچر، مینجمنٹ کے ماہر گریجویٹ اور دیگر کورسیس میں مسابقتی امتحانات NEET-IIT-JEE وغیرہ کے ذریعہ داخلے لے سکتے ہیں، یہ چار سالہ کورس چار مرحلوں پر مشتمل ہے۔

(ا) فاؤنڈیشن کورس، مدت (6 ماہ) جس میں انگریزی، ہندی لکھنے اور پڑھنے کے علاوہ حساب کی بنیادی تعلیم کی تربیت دی جاتی ہے، اور آٹھویں کلاس تک کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔

(۲) نویں کلاس، مدت (6 ماہ) اس میں انگلش میڈیم سے نویں کلاس کی اہلیت کیلئے تیاری کرائی جاتی ہے۔

دسویں کلاس، مدت (ایک سال) جس میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کرنے کی مکمل تیاری کرائی جاتی ہے۔

گیارھویں، بارھویں کلاس، مدت (2 سال) بارہویں کلاس کے ساتھ مسابقتی امتحان NEET-IIT-JEE کی تیاری کرائی جاتی ہے۔

ڈیسینٹ اکیڈمی کا مقصد اچھے اور بہترین معلم و مدرس کے ساتھ ایک اچھا اور بااخلاق ڈاکٹر اور انجینئر بھی تیار کرنا ہے تاکہ وہ معاشرے میں ایک اچھا اثر پیدا کر سکے، یقیناً حفاظ غیر معمولی طور پر ذہین ہوتے ہیں جو جلد ہی عصری علوم میں دسترس حاصل کر لیتے ہیں، انہیں محض چار سالہ کورس کے ذریعہ اس قابل بنایا جا سکتا ہے کہ وہ مکمل اعتماد کے ساتھ کسی بھی پیشہ وارانہ (B.Voc.) عصری کورس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

اس کورس میں قران حفظ کئے ہوئے 12 سال سے 17 سال تک کے بچوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس کورس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کو یاد کرنے اور روزانہ بلاناغہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں پارہ سنانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، اسی کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی پوری طرح سے نظم کر کے بچوں کو دیندار بنانے کی تمام تر کوششیں کی جاتی ہیں، اس طرح عصری تعلیم حاصل کرنے والے بچے دینی تعلیم سے محروم نہیں رہتے ہیں۔

اس کورس کی اہمیت وافادیت یہ بھی ہے (کہ جو حفاظ اب تک اپنی کفالت کے لئے چھوٹے موٹے پیشوں جیسے ٹیلرنگ، میکانک وغیرہ پر انحصار کرتے رہے ہیں) اب اس کورس کی بدولت وہ اعلی ڈگریاں حاصل کر کے اپنی امیج تبدیل کر سکتے ہیں اور وہ معاشرے میں ایک اچھا اور بلند مقام حاصل کر کے معیاری زندگی گزار سکتے ہیں۔ ان شاءاللہ

ڈیسینٹ اکیڈمی کی سہولیات وخصوصیات:

ڈیسینٹ اکیڈمی میں مندرجہ ذیل خصوصیات اور سہولیات ہیں:

☆ انگریزی حساب، فزکس، کیمسٹری وغیرہ کے ماہر تعلیم ومجرب مشفق اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم وتربیت کا معیاری نظام۔

☆ پنجوقتہ باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے اکیڈمی میں مسجد۔

☆مطالعہ کے لیے لائبریری کا نظم۔
☆ہفتہ واری دینی وتربیتی مجلس کا انعقاد۔
☆قرآن پاک یاد کرنے اور روزانہ بلاناغہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں پارہ سنانے کے ترتیب۔
☆بچوکی زندگی دیندار بنے اسکے لئے نصاب وعملی مشق کا اہتمام۔
☆طلباء کے قیام کے لئے ہوادار ہوسٹل میں بیڈ (تخت) کا مکمل نظم۔
☆بجلی و پانی کی مکمل سہولیات۔
☆اچانک بیمار ہونے پر فرسٹ ایڈ (First Aid) کی سہولت۔
☆اساتذہ کی نگرانی میں کھیل وورزش کا نظم۔
☆اجتماعی طور پر سنت کے مطابق کھانا کھلانے کا نظم۔
☆موسم گرما میں ٹھنڈے پانی کے لیے واٹر کولر کا نظم۔
☆موسم سرد میں گرم پانی کا نظم۔
☆ہفتہ واری تعلیمی جانچ ، بچہ کی گذشتہ ہفتہ کی تعلیمی کمزوری کو آئندہ ہفتہ میں دور کرنے کی ہرممکن کوشش۔
☆ماہانہ تعلیمی جانچ جس کے ذریعہ بچے کی تعلیمی کمزوری دور کرنے کے لئے مزید محنت کرا کر آیندہ جانچ میں معیاری کامیابی دلانے کی کوشش۔
☆چوبیس گھنٹے مشفق اساتذہ کی نگرانی
☆اکیڈمی مکمل طور پر CC TV کیمروں کی نگرانی میں

داخلے کے لئے شرائط

☆داخلہ کے وقت بچہ کی عمر۱۲سال سے کم نہ ہو۔
☆اکیڈمی میں حافظ قرآن بچوں کے داخلے کو ترجیح دی جاتی ہے، غیر حافظ بچوں کا داخلہ بشرط گنجائش ہوگا۔
☆داخلہ کے وقت مکمل فیس جمع کرنی ہوتی ہے۔
☆داخلہ فیس ایک ہزار روپئے، سالانہ فیس چوبیس ہزار روپئے طے ہے، اسکے علاوہ کتابیں وڈریس خود خریدنی ہوتی ہیں۔
☆داخلہ کے وقت پیدائش سرٹیفکیٹ کے ساتھ بچہ کا آدھار کارڈ، والد کا آدھار کارڈ، گذشتہ مدرسہ یا اسکول کا تعلیمی واخلاقی تصدیق نامہ اورٹیسی، اور بچہ ووالد کا پاس پورٹ سائز فوٹو جمع کرنا ہوگا۔
☆اکیڈمی سے بلا اجازت گھر جانے پر اخراج کیا جاسکتا ہے۔
☆رخصت اکیڈمی کیذ مہ دار کی اجازت پر منحصر ہوگی۔
☆وضع قطع سنت کے مطابق رکھنی ہوگی۔
☆خدانا کرے بچہ کے اکیڈمی سے فرار ہونے پر اکیڈمی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی اور نہ ہی ولی کو کسی قسم کی قانونی کارروائی کا حق ہوگا، البتہ ایسی صورت میں اکیڈمی آپ کو مطلع کرے گی اور اسکی جستجو میں ہرممکن ساتھ دے گی۔
☆اکیڈمی میں سرپرست یا ذمہ دار کو جب بھی طلب کیا جائے گا تو ان کو ضرور آنا ہوگا۔
☆داخلہ کے وقت ولی یا سرپرست کا آنا لازمی ہوگا۔
☆داخلہ کے وقت امتحان لے کر کلاس طے کی جائے گی۔
☆موسم کے اعتبار سے ضروری کپڑے ساتھ لے کر آئیں۔
☆اکیڈمی میں بچہ اور ولی کو مہذب زبان کا استعمال کرنا لازمی ہوگا۔
☆تعطیلات میں بچہ کو جو بھی کام دیا جائے گا اس کو اپنی نگرانی میں کرانا ہوگا اور اخلاقی اعتبار سے بچہ کی کارکردگی سے اکیڈمی کو مطلع کرنا ہوگا تاکہ بچہ کی تربیت کی جاسکے۔
☆بلا اشد ضرورت کے بچہ کو رخصت پر نہ لے جائیں اسباق بچہ کے لیے اہم ہیں۔
☆اپنے بچہ کی تعلیمی کارکردگی کا از خود جائزہ لیتے رہیں کمزوری پر اکیڈمی کے اساتذہ یا کوآرڈینیٹر کو مطلع کریں۔
☆بچہ میں کوئی عیب نشہ بیڑی سگریٹ، تمباکو وغیرہ کی عادت اگر ہے تو انتظامیہ داخلہ کے وقت مطلع کریں، بقیہ صفحہ نمبر۱۸پر

تاثرات

ڈیسینٹ اکیڈمی

وقت کی اہم ضرورت

مولانا مفتی عبدالرازق مظاہری، کوٹھڑی بہلولپوری

جب سے ڈیسینٹ اکیڈمی مظفراباد کے قیام اور اسکے بانیان کے عزائم کے بارے میں سنا تھا، تب سے اکیڈمی اور اسکے بانیان کی محبت وعظمت دل میں بیٹھ گئی تھی، آج بروز سہ شنبہ (2022/6/7) کو اکیڈمی میں کسی غرض سے جانا ہوا، اکیڈمی کے کوآرڈینیٹر ماہرِ تعلیم مولانا نورحسن قاسمی بومبے پوری سے ملاقات ہوئی، مولانا نے اکیڈمی کے اصول وضوابط بتائے اور قیام کا مقصد بتایا اور طلبہ کو ملنے والی تعلیمی سہولیات تحریری طور پر دکھائیں اور عمل ہوتا ہوا بھی دکھایا۔

ڈیسینٹ اکیڈمی حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب ندوی کے خواب کی ایک جھلک ہے، مفتی صاحب وہ صاحبِ نسبت شخصیت ہیں جن کو علوم عربیہ پر مکمل دسترس حاصل ہے، جنہوں نے امت مسلمہ کو بیدار کرنے کے لئے تاریکی سے روشنی کی طرف لانے کے لئے اور ضلالت وگمراہی کی وادی میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لئے متعدد طریقے اپنائے۔

ایک طرف اپنے ہاتھ سے تقریباً (۵۶) چھپّن کم وبیش ایسی کتابیں لکھی ہیں جو انسان کے لئے ہر میدان میں معاون بن سکتی ہیں، تو دوسری طرف مرکز احیا الفکر الاسلامی قائم کر کے امت کے نونہالان کے لئے حصول دین کا ذریعہ بنے ہیں۔

اور ساتھ میں مسلم بچیوں کو علم دین سے آراستہ کرنے کے لئے الگ سے ایک ادارہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات قائم کر رکھا ہے، اسکو ناکافی سمجھتے ہوئے حضرت والا نے وقت کی نزاکت کو سمجھا اور زمانے کے تیور دیکھے اور ضرورت محسوس کی اب ایسی درسگاہوں کی بالفور ضرورت ہے، جہاں تعلیم یافتہ لوگ اور دنیادار لوگ اپنے بچوں کو داخل کرنے میں جھجھک محسوس نہ کریں، اور بلاتکلف داخل کرائیں، حضرت والا نے ایسا قدم اٹھایا ہے جو قابلِ ستائش ہے، اور ایک CBSE انگلش میڈیم بارہویں کلاس تک کا کالج قائم کیا ہے اور ایک پیرا میڈیکل کالج بھی قائم کیا گیا ہے، جس میں اب تک غالباً بارہ کورس کی منظوری مل چکی ہے، جس میں D.Pharma بھی شامل ہے، ماشاءاللہ پیرا میڈیکل کالج کی دو منزلہ عمارت قابل دید اور پرکشش ہے، لا کالج کی بھی کوشش جاری ہے، اللہ تعالی آسان فرمائے، اور اس کے ساتھ ساتھ حفاظ کرام کے لئے ڈیسینٹ اکیڈمی کے نام سے ایک بلڈنگ منتخب کی اور اس کا تمام نظم ونسق اور مکمل اختیارات ماہرِ تعلیم مولانا نورحسن صاحب قاسمی بمبے پوری کے سپرد کئے۔

ڈیسینٹ اکیڈمی کے قیام کا مقصد اچھے اور بہترین معلم و مدرس کے ساتھ ساتھ با اخلاق ڈاکٹر اور انجینئر بھی تیار کرنا ہے، تاکہ وہ معاشرے پر ایک اچھا اثر چھوڑ سکیں، حفاظ کرام غیر

معمولی طور پر ذہین ہوتے ہیں، جو جلد ہی عصری علوم میں دسترس حاصل کر لیتے ہیں، اس وقت مسلمانوں کی صورت حال بہت قابلِ فکر ہے اور اس کے لئے اشد ضرورت ہے کہ قوم میں ایسے لوگ تیار کئے جائیں جو ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ کسی سرکاری دفتر کی بھی زینت بنیں، جو دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی کریں، جو مولوی و مفتی ہونیکے ساتھ ساتھ افسر، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ بھی بنیں۔

ڈیسینٹ اکیڈمی مظفرآباد اپنے مشن میں کافی حد تک کامیاب نظر آرہی ہے، طلبہ دور دراز سے آکر ایڈمشن لے رہے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کو ترقیات سے نوازے، اور اسکے بانیان کے ارادوں کو تقویت عطاء فرمائے آمین

ڈیسینٹ اکیڈمی جیسا ادارہ وقت کی اہم ضرورت ہے، یہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے، یہاں بچوں کی ایسی تربیت ہو رہی ہے کہ وہ ملک وملت کی خدمات انجام دے سکیں، وہ ملک میں اسلامی تہذیب کے ٹمٹماتے چراغ میں زندگی کا نیا تیل ڈال سکیں، ملک وملت کو ایسے افراد کی بہت سخت ضرورت ہے، بچوں کے اندر ایک نئی امنگ پیدا ہو، دعا ہے کہ اسکے بانیان صحیح نتیجے تک پہونچیں۔

ہندوستان میں آج حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں، یہاں اسلامی خصوصیات باقی وقائم رکھنے کا جو مسئلہ درپیش ہے، اسکا حل یہ ہے کہ ہم ایسے ادارے قائم کریں، جہاں ایک طرف دینیات کی تعلیم کا پورا اہتمام ہو تو دوسری طرف دسویں بارہویں وغیرہ کا مکمل نظم ہوا، سکے بعد طلبہ کی آگے تک رہنمائی کی جائے، ابھی ہمارے پاس بیدار ہونے کا وقت ہے اور یہ بتانے کا وقت ہے کہ آج نئی نسل کو ارتداد و گمراہی سے نکالنا اور ایسے ادارے قائم کرنا جنکا انتظام جنکے اساتذہ کی سطح یعنی کوالیفیکیشن دوسرے عصری علوم والے اداروں سے کم نہ ہوں، لازم وضروری ہیں، جہاں سے ہماری نئی نسل حافظ قرآن وقاری ومولوی اور مفتی بھی بن کر نکلیں اور ماسٹر ڈاکٹر انجینئر وکیل وغیرہ بن کر بھی نکلیں اور معاشرہ کی ضرورت کو پورا کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس ادارے کی حفاظت فرمائے اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائے، مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے وسربلندی عطا فرمائے اور دونوں جہاں کی کامیابی عطا فرمائے۔آمین

......بقیہ صفحہ ۴۷ کا

اور قارئین ان سے استفادہ کرتے رہیں گے، کتاب میں سب سے پہلے کلمۃ المولف ہے، جس میں انہوں نے کتاب کے سلسلہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد جن شخصیات کا ذکر کیا ہے، وہ ہیں: مولانا عبدالباری ندوی، مولانا عبد السلام ندوی، علامہ انور شاہ کشمیری، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا ابو الفضل محمد عباس رفعت شروانی، شیخ محمد انوار اللہ فاروقی، مولانا عثمان فارقلیط، خواجہ الطاف حسین حالی، حضرت حسرت موہانی، میر تقی میر، مخدوم محی الدین، ڈاکٹر مختار الدین احمد، ڈاکٹر عبدالستار خان، پروفیسر ریاض الرحمٰن خان شیروانی، سعید بن محسن با غزال، مولانا سید محمد حمید الدین عاقل حسامی، مولانا محمد ہاشم قاسمی، حاجی جمیل احمد، شجاع الدین، حسین قادری، آخر میں مآخذ ومراجع کتاب ہیں، پھر مؤلف کا تعارف، اس طرح یہ ایک علمی اور ادبی کتاب ہے، جس میں طالبین کے لئے بڑا اچھا مواد ہے، اور جو کچھ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے لائحہ عمل اور رہنمائی کا بڑا سامان ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف علام کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو نافع بنائے۔آمین

تعارف وتبصرہ

نئی کتابوں پر تبصرہ

محمد مسعود عزیزی ندوی

نام کتاب: ذکر جمیل
نام مؤلف: ڈاکٹر محمد انظر ندوی
صفحات: ۴۶۴ قیمت: ۵۰۰ روپئے
ناشر: الانصار پبلیکیشنز ریاست نگر حیدرآباد

پیش نظر کتاب ''ذکر جمیل'' ہمارے رفیق درس ڈاکٹر محمد انظر ندوی اسسٹینٹ پروفیسر انگلش اینڈ فارن لینگویج یونیورسٹی حیدرآباد کی تصنیف جمیل ہے، جس میں انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت الحاج صوفی جمیل احمد صاحب کی سوانح حیات اور ان کے حالات زندگی بڑے تفصیل سے تحریر کئے ہیں، اور ضلع پور نیہ کی صحافتی ،تعلیمی، تاریخی، شعری، ادبی، دینی، اور علمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے، جس سے یہ کتاب سیرت وسوانح کا ایک شاہکار اور علمی او ادبی معلومات کا ایک حسین گلدستہ اور تاریخی دستاویز بن گئی ہے، انہوں نے اپنی اس وقیع کتاب کو چار ابواب کے اندر سمیٹ کر دریا بکوزہ کا مصداق بنایا ہے، پہلے باب میں پورنیہ میں صحافت اور تعلیم کا چرچہ، تاریخ وافسانہ نویسی کا رواج، شعروسخن، اور تصوف کی بزم آرائیاں اور چند معاصر علماء کی جھلکیاں پیش کی ہیں، پورنیہ کے قدیم تعلیمی ادارے اور پورنیہ کے مؤرخین وغیرہ کے حالات قلمبند کئے ہیں، دوسرے باب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، اساطین سلسلہ، خانقاہ رحمانی مونگیر، چند اصطلاحات تصوف جیسی معلومات درج کی ہیں، تیسرے باب میں اپنے والد ماجد حاجی جمیل صاحب کے اردگرد کا ماحول اور عام حالات، درہا کا محل وقوع اور تعارف ، دادیہالی، نانیہالی، اور سسرالی خاندان کا جائزہ پیش کیا ہے، اسی طرح چوتھے باب میں اپنے والد ماجد کی حیات وخدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اور ایک بسیط تذکرہ مرتب کر دیا ہے، جس میں ان کے حالات، تصوف وسلوک سے متعلق ان کی کوششیں اپنے شیخ اور اہل علم سے ان کے تعلقات اور ان کی دینی واصلاحی خدمات، ان کی وفات اور ان کی وفات پر علماء کے تاثرات پر ایک تاریخی اور علمی دستاویز مرتب کردی ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے، حضرت حاجی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور مولانا ڈاکٹر انظر صاحب کی اس کاوش جمیل کو مقبولیت عطا فرمائے۔ کہ انہوں نے ''نام نیک رفتگاں ضائع مکن'' پر عمل کر کے اپنے والد کے خلف الصدق ہونے کا ثبوت دیا ہے، اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

نام کتاب: رجال من الهند لن ينساهم التاريخ
نام مؤلف: ڈاکٹر محمد انظر ندوی
صفحات: ۳۶۶ قیمت: ۳۵۰ روپئے
ناشر: الانصار پبلیکیشنز ریاست نگر حیدرآباد

پیش نظر کتاب'' رجال من الهند لن ينساهم التاريخ'' ہمارے دوست ڈاکٹر انظر ندوی کی عربی زبان میں ایک شاہکار کتاب ہے، جس میں انہوں نے ہندوستان کے ۲۰/ایسے مردان کار اور رجال ساز شخصیات کے حالات اور ان کے کارنامے اور ان کی خدمات پر ایک تفصیلی تذکرہ مرتب کیا ہے، جن کو تاریخ بھلا نہیں سکتی، اور رہتی دنیا تک ان کی قربانیوں اور انکی علمی خدمات کو یاد کیا جاتا رہیگا، اور قارئین ان سے استفادہ کرتے رہیں گے، بقیہ صفحہ نمبر ۴۶ پر ......

مطبوعات

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

۱- مختصر تجوید القرآن (۲۰روپے)
۲- بچوں کی تمرین التجوید (۲۰روپے)
۳- جیب کی تجوید (۱۰روپے)
۴- رہنمائے سلوک وطریقت (۳۰روپے)
۵- مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (۲۰روپے)
۶- مکتوبات اکابر (۵۰روپے)
۷- حیات عبدالرشید (۲۰۰روپے)
۸- بزرگان رائے پور (۵۰روپے)
۹- افکار دل (۲۰۰روپے)
۱۰- التدخین بین الشرع والطب (۵۰روپے)
۱۱- مقالات ومشاہدات (۶۰روپے)
۱۲- اللہ ورسول کی محبت (۲۰روپے)
۱۳- امامت کے احکام ومسائل (۶۰روپے)
۱۴- مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ (۵۰روپے)
۱۵- ساز دل (۱۰۰روپے)
۱۶- تصوف اور اکابر دیوبند (۴۰روپے)
۱۷- میرے شیخ ومرشد مفکر اسلام (۵۰روپے)
۱۸- درد دل (۱۰۰روپے)
۱۹- سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (۱۰۰روپے)
۲۰- حیات شیخ الحدیث (۵۰روپے)
۲۱- گذرگاہیں (۶۰روپے)
۲۲- عقائد اور ارکان اسلام (۲۰روپے)
۲۳- سیرت نبی اکرم ﷺ (۳۰روپے)
۲۴- ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ (۷۰روپے)
۲۵- تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (۹۰روپے)
۲۶- تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ (۱۵۰روپے)
۲۷- تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۳۰روپے)
۲۸- تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ (۳۰روپے)
۲۹- تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوریؒ (۸۰روپے)
۳۰- تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (۳۰روپے)
۳۱- تذکرہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (۵۰روپے)
۳۲- نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؔ (۱۰۰روپے)
۳۳- کامیابی کے اصول اور اللہ کے مقبول بندے (۳۰روپے)
۳۴- چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول (۳۰روپے)
۳۵- قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت (۳۰روپے)
۳۶- فقہ حنفی کے مراجع اور انکی خصوصیات (۳۰روپے)
۳۷- القادیانیة ثورة علی النبوة المحمدیة (۳۰روپے)
۳۸- الامامة فی الصلوة ومسائلہا واحکامہا (۸۰روپے)
۳۹- ریاض البیان فی تجوید القرآن (۵۰روپے)
۴۰- چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (۲۰۰روپے)
۴۱- ماں باپ اور اولاد کے حقوق (۳۰روپے)
۴۲- لڑکیوں کی اصلاح وتربیت (۳۰روپے)
۴۳- مختصر تذکرہ حضرت شیخ الہندؒ (۳۰روپے)
۴۴- اسلام میں پردہ کی اہمیت (۳۰روپے)
۴۵- سیرت النبی الاکرمؐ (۳۰روپے)
۴۶- میری والدہ مرحومہ (۴۰روپے)
۴۷- دو آب دار موتی (۳۰روپے)
۴۸- یتیموں کی کفالت (۳۰روپے)
۴۹- توشۂ آخرت (۲۰۰روپے)
۵۰- دو دن کا سفر (۲۰۰روپے)
۵۱- حیات ازہری (۱۰۰روپے)
۵۲- ذکر محبوب (۲۰۰روپے)
۵۳- الفرائد فی عوالی الاسانید وغوالی الفوائد (۳۰۰روپے)
54- Rules of Raising Funds
55- Beliefs and Pillars of islam (Rs.20)
56- The Laws Pertaining to Imamat (Rs.100)
57- The Rights of Perents and children (Rs.20)
58- Guidelines for Sulook and Tareeqat(Rs.80)
59- Tasawwuf and tha Elders of
60- Tasawwuf and tha Elders of Deoband (Rs.40)
61-A Biogrophy of the Noblest Nabi (Rs.50)
62- Life Sketch of Hadhrat Thanwi (Rs.40)
63- My Sheikh and Spiritual Guide (Rs.40)
64- Importance of Hijab in islam (Rs.30)

ملنے کا پتہ: مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)
Mob: 09719831058